بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر
ہفت روزہ قادیان

ایڈیٹر: برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت: ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

شرح چندہ سالانہ: چھ روپے
فی پرچہ ۲ آنہ

جلد ۲ | ۲۱ تبوک ۱۳۳۲ ہش ۱۲ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۳۵

محاسن اسلام

بتائیے کہ دنیا کے پردہ پر آج ایسا کونسا دین ہے جو محاسن میں دین محمدیؐ کا مقابلہ کر سکے

وہ کون سا مذہب ہے؟

۱- جو ہر قسم کے شرک سے بچا کر کامل توحید سے اپنے متبعین کو فیض یاب کرتا ہو؟
۲- جس کا اصول ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو؟
۳- جس کے ہر رکن میں روح تقویٰ کا مطالبہ ہو؟
۴- جس میں ایمان بین الخوف والرجا ہو؟
۵- جو الدین یسر ہونے کا مدعی ہو؟
۶- جو رنگ - قومیت - نسل - ملک - زبان - تہذیب اور حکومت سے بالا اور ہر اسود و احمر کے لئے ہو؟
۷- جو خدا شناسی اور مکارم اخلاق پر اپنی بنیاد رکھتا ہو؟
۸- جو میانہ روی کی تعلیم دیتا ہو اور افراط اور تفریط سے بچاتا ہو؟
۹- جو عقل اور علم اور تدبیر پر زور دیتا ہو؟
۱۰- جو حقیقی خوشی اور دائمی سکھ کو انسان کا مقصود اصلی تجویز کرتا ہو؟
۱۱- جو خدا کے کام اور خدا کے کلام میں تطبیق دیتا ہو؟
۱۲- جو اپنے دلائل اور نشانات سے ہر ایک مذہب پر غالب ہو؟
۱۳- جو ہر زمانہ میں تائید الٰہی اور نصرت خداوندی کے تازہ بتازہ نشان دکھاتا ہو؟
۱۴- حق کی تائید کے لئے ہمیشہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے مصلحین کا ایک سلسلہ جاری ہو؟
۱۵- جس کا خدا ہر عیب اور کمزوری سے پاک اور ہر تعریف اور کمال سے متصف اور مجمع جمیع محامد ہو؟
۱۶- جو نہ صرف عالمگیر ہو بلکہ دنیا کا آخری اور کامل مذہب بھی ہو؟
۱۷- جو تمام ادیان سابقہ کی جا صداقتیں اپنے اندر رکھتا ہو۔
۱۸- جس کی کتاب محفوظ اور متحدیانہ طور پر بے نظیر ہو؟ ۱۹- جس میں مکالمہ الٰہیہ کا سلسلہ ہمیشہ جاری ہو؟
۲۰- جس کا رسول دنیا کی ہر حالت میں سے گذر کر ہر قسم کے کمالات اور اخلاق کا اعلیٰ ترین نمونہ دکھا گیا ہو اور ایک ایسا تاریخی وجود ہو جس کی زندگی کا ہر لمحہ اور اس کی ہر حرکت و سکون تحریر میں آ گیا ہو۔
۲۱- جو اعتقاد صحیح کے ساتھ عمل صالح پر بھی برابر کا زور دیتا ہو؟
۲۲- جو دنیا ہی میں اپنے متبعین کو آئندہ جہان کی فلاح کا نقد یعنی نقد جنت کی چاشنی چکھا دے گا؟
۲۳- جو انسان کے تمام فطری قویٰ میں سے کسی ایک کو بھی ضائع نہ ہونے دیتا ہو؟
۲۴- جس نے دل کی پاکیزگی کے ساتھ جسم کی پاکیزگی کو بھی لازم و ملزوم قرار دیا ہو؟
۲۵- جس کا خدا زندہ ہو جس کا رسول زندہ ہو جس کی کتاب زندہ ہو۔ کتاب کی زبان زندہ ہو؟ جس کے کامل متبعین ہر زمانہ میں زندہ ہوں جس میں زندہ نشانات پائے جاتے ہوں اور جو خود زندہ ہو۔ ان الدین عند اللہ الاسلام فمن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔

آیئے ہم اس خوبصورت مذہب اسلام کا مطالعہ کریں اور اس کے بانی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پڑھیں اور اپنے لئے مشعل راہ بنائیں کیونکہ یہی اس دنیا اور آخرت میں۔ زندگی بخش ٹریکٹ شائع کردہ جماعت احمدیہ قادیان

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مع اہل بیت و بزرگان سلسلہ ربوہ میں قیام فرما ہیں۔ حضور کے پاؤں میں زخم کی وجہ سے درد ہے۔ احباب اپنے آقا کی صحت و عافیت اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

جماعت کو درس قربانی

از حضرت امام جماعت احمدیہ

"میں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ دیکھو رستہ دور کا ہے۔ وقت تھوڑا ہے۔ تمہاری کوششیں ناکمل ہیں۔ اور فتح کا دن نزدیک آ رہا ہے۔ تم جلد جلد قدم بڑھاؤ۔ اور میدان میں اسلام کے جانباز سپاہی بننے کی کوشش کرو۔ اگر تم میں ہر شخص اسلام کی فتح کیلئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیتا ہے۔ اگر تم میں ہر شخص اپنے جسم کا ذرہ ذرہ اسلام کی فتح کیلئے اس طرح اڑا دیتا جیسے روئی دھنکنے والا روئی کے ذرات ہوا میں اڑا دیتا ہے تو تمہارا اس سے زیادہ خوش قسمت

ہماری بہن حضرت ام داؤد احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

از مکرم صاحبزادہ میاں عباس احمد خان صاحب عمر ایم۔ اے

آج شام سے پہلے میں انڈومنیشین ایمبیسی سے واپس آ رہا تھا۔ اور ابھی راستہ ہی میں تھا۔ کہ یہ دلخراش اطلاع ملی۔ کہ ہماری پاک دل پاک صفات پیاری بہن ام داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہا وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا بما یرضی بہ ربنا۔

میں یہاں کراچی میں ان کے اپریشن کے انتظامات کی تگ و دو میں تھا۔ جس کے مطابق حلق کی بادی نالی کو کاٹ کر پلاسٹک کی ٹیوب لگائے جانے کی تجویز تھی کہ ہماری بہن ہم سے جدا ہی ہو گئی۔

حضرت ام داؤد کی وفات سے ایک ایسا درخشندہ ستارہ غروب ہو گیا جس نے ربع صدی تک احمدی خواتین کی علمی اور اخلاقی راہبری کا قابل صد ستائش کام سرانجام دیا تھا۔ مرحومہ کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے بھی شرف تلمذ تھا۔ اور اپنے باعظمت شوہر حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ سے بھی۔ ان دو عظیم الشان وجودوں کی تعلیم و تربیت نے اس قابل جوہر کو کندن بنا دیا تھا۔

احمدی مستورات کی گذشتہ پچیس سال کی علمی اخلاقی - تمدنی اور معاشرتی تاریخ اس جدا ہونے والی ہستی کے ذکر کے بغیر مرتب نہیں ہو سکتی۔

جماعت کے سالانہ جلسہ کے شعبہ مستورات کا انتظام میرے ہوش سے بھی پہلے سے مرحومہ کے ذمے مرحومہ لکھتے ہوئے بھی قلم لرز جاتا ہے، سپرد رہا ہے۔ اور گذشتہ بارہ برس سے جب سے کہ جلسہ کے انتظامات میں زیادہ ذمہ داریوں کے ساتھ شامل ہونے کی مجھے سعادت حاصل ہوئی ہے مجھے بہت قریب سے ان کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ گذشتہ برس بھی مرحومہ کی طبیعت علیل تھی۔ لیکن مجھے تسلی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ امسال بھی وہ جلسہ کے انتظامات کا بوجھ اٹھا لیں گی لیکن ماہ دسمبر میں جب ان کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ حاضر ہوا۔ کہ وہ عملاً مستورات کے جلسہ کے انتظامات کو سنبھال لیں تو انہوں نے فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے میری جان بھی حاضر ہے۔ لیکن کیا تم سمجھتے ہو کہ اپنی اس بیماری میں میں مہمانوں کی کوئی خدمت سرانجام دے سکوں گی؟"

یہ کہتے وقت ان کی محبت بھری آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔ ان کی بیماری سے دل پہلے ہی اندوہگین تھا۔ لیکن یہ خیال کر کے میرا دل بالکل ڈوب گیا۔ کہ ان کی امداد کے بغیر جلسہ کے انتظامات کا بوجھ میرے کمزور کندھے کیونکر اٹھا سکیں گے اللہ تعالیٰ کی ذرہ نوازی دیکھیو کہ گو ام داؤد اپنی بیماری کی وجہ سے جلسہ کے انتظامات میں عملاً شامل نہ ہو سکیں لیکن ان کے فرزند داؤد نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کے ایک حصہ کا بوجھ پوری ذمہ داری اور کامیابی کے ساتھ اٹھا لیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

میں اپنے ذاتی علم اور مشاہدہ کی بنا پر جانتا ہوں۔ کہ استاذی المحترم حضرت علامہ میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کو بنی نوع انسان اور سلسلہ کی جس عظیم الشان خدمت کی توفیق ملی ہے۔ اس میں بہت بڑا حصہ حضرت ممدوحہ کا بھی ہے۔ میں نے بارہا دیکھا۔ کہ مرحومہ نے اپنی ذات پر بوجھ ڈال لیا۔ اور دار الشیوخ کے لاوارث بچوں کو آرام پہنچانے کی کوشش کی۔

امیروں اور پیسے والوں (باقی صفحہ ۱۰ پر)

بھائی عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے لالہ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

جناب سردار اجل سنگھ صاحب ایم۔ اے وزیر مال و بحالیات حکومت پنجاب کی قادیان میں تشریف آوری

قادیان مورخہ ۱۵ ستمبر جناب سردار اجل سنگھ صاحب ایم۔ اے وزیر مال و بحالیات گورنمنٹ پنجاب آج قادیان میں تشریف لائے۔ بیت الظفر ریسٹ ہاؤس میں ان کا استقبال معززین شہر نے کیا۔ اور پھولوں کے ہار ڈالے۔ نیز پولیس نے سلامی دی۔

جماعت کی طرف سے جناب مولوی برکات احمد صاحب بی۔ اے ناظر امور عامہ مکرم مرزا برکت علی صاحب آف آبادان۔ مکرم مولوی عبدالقادر صاحب معاون ناظر امور عامہ اور مکرم فضل الٰہی خان صاحب نے استقبال کیا۔

جناب سردار پرچن سنگھ باجوہ نے سب حاضرین کا جناب وزیر مال صاحب سے تعارف کرایا۔ ازاں بعد ایک اجتماعی میٹنگ میں جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ نے وزیر صاحب کی خدمت میں اہالیان شہر کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں شہر کی بہبود اور ترقی کے لئے بعض مطالبات بھی رکھے۔ بعد ازاں متفرق لوگوں نے اپنی اپنی شکایات اور درخواستیں پیش کیں۔

اس میٹنگ سے فارغ ہونے کے بعد جناب وزیر مال صاحب لوکل کانگریس کی طرف سے دی گئی ٹی پارٹی میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے۔ چائے سے فراغت کے بعد احمدیہ جماعت کے وفد کو جس میں مذکورہ بالا اصحاب شامل تھے ملاقات کا علیحدہ وقت دیا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ تک جماعت کے نمائندوں نے سلسلہ اور مرکز قادیان سے متعلق بعض ضروریات پیش کیں۔ جناب سردار صاحب نے پوری توجہ اور ہمدردی سے ان کو سنا۔ اور مناسب کارروائی کرنے کا وعدہ فرمایا۔

بعد میں آپ خالصہ ہائی سکول کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں پر جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ اور جناب سردار پرچن سنگھ باجوہ نے ان سے ملاقات کی اور سکول کو دکھایا۔ وزیر مال صاحب کے ساتھ بخشی سیتا رام صاحب تحصیلدار بٹالہ۔ اور سردار رجیت سنگھ صاحب ایم۔ اے ڈسٹرکٹ ریونیو آفیسر بھی تھے۔ آپ تقریباً ساڑھے بارہ بجے واپس بٹالہ تشریف لے گئے۔

(نامہ نگار)

(صفحہ نمبر ۱ سے آگے)

کے تو سب ہی ہوتے ہیں۔ نادار کی دستگیری ہی اصل نیکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے۔ کہ مرحومہ کا دامن ایسی بہت سی نیکیوں سے معمور تھا۔

میں سمجھتا ہوں قرآن۔ حدیث اور دینیات کا جتنا علم حضرت مرحومہ کو تھا۔ پوری جماعت کی خواتین میں سے کسی ایک کو ہی حاصل ہوگا۔ میں نے ۱۹۳۲ء میں جب مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ تو علم عروض میں نے آپ ہی سے پڑھا تھا۔ علم حدیث کی بھی کئی ایک باریکیاں میں نے آپ سے ہی سیکھی ہیں۔ اپنی اس بیماری میں آپ چارپائی پر لیٹے لیٹے اکثر علمی بحث و تحقیق میں حصہ لیتی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی بہت سی باتیں آپ کو یاد تھیں۔ لیکن ان کے بیان میں آپ کا انداز حد درجہ محتاط تھا۔

ایک فخر آپ کو یہ بھی حاصل تھا کہ آپ کا نکاح اللہ تعالیٰ کے الہام و اعلام ہی کے ماتحت حضرت ... صاحب سے ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پڑھا تھا۔ گویا آپ کی شادی بہت الہامی شادی تھی۔

مرحومہ ہمارے ماموں حضرت پیر منظور محمد صاحب مصنف قاعدہ یسرنا القرآن کی بیٹی اور حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کی پوتی تھیں۔

مرحومہ نہایت علم دوست۔ سلیقہ شعار صفائی پسند۔ وضع دار۔ متقی۔ متوکل۔ قانع شاکر۔ صابر۔ غریب پرور اور فیض رساں تھیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ان کے درجات کو بڑھائے۔ اور پسماندگان کا خود کفیل ہو۔ انہوں نے اپنے پیچھے تین لڑکے اور چار لڑکیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ جن کے سینکڑوں بے ماں کے بچوں کو پالا تھا۔ آج اس کے اپنے بچے بغیر ماں کے رہ گئے ہیں۔

میری عاجزانہ التجا ہے کہ احباب انہیں بھی اپنی دعاؤں میں جگہ دیتے رہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ خود ان کا حامی و ناصر ہو۔ انہیں انتہائی عظیم الشان ترقیات عطا فرمائے۔ وہ دنیا میں روشن ستارے بنیں اور اپنی ماں اور اپنے باپ کی طرح وہ فیض رساں وجود ثابت ہوں۔ آمین۔

آہ! عزیزہ ناصرہ مرحومہ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

از حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیان

عزیزہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ عزیز و مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب نائب امیر جماعت قادیان کی وفات کی اطلاع سے بہت ہی زیادہ صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیزہ مرحومہ قادیان میں بہت تھوڑا عرصہ۔ چند گنتی کے دن اور دس ماہ رہیں۔

نہایت سنجیدہ اور مخلص بچی تھیں۔ پابند صوم و صلوٰۃ۔ خاوند کی اطاعت گذار اور دین کی خدمت کا جذبہ رکھنے والی۔ شادی سے پیشتر ہی ان کو بذریعہ خواب امیر قادیان کے رشتہ زوجیت میں منسلک ہونے کی اطلاع مل گئی تھی۔

عزیزم مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی ذمہ دارانہ اور تشویشناک ذمہ داریوں کے نبھانے میں امداد کرتے اور ان کے لئے دلی تسلی اور تسکین کا باعث بنتی۔ جب تک زندہ رہیں ممد و مددگار ثابت ہوئیں۔ درویش مستورات میں سے یہ پہلی خاتون تھی جو اس زمانہ میں جو دار الہجرت کا زمانہ ہے وفات پا گئیں۔ بوجہ بچہ کی پیدائش کے وفات پانے کے حسب منطوق حدیث نبوی ان کی وفات شہادت کی موت تھی۔

عزیز مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے اپنے خط میں ان کے متعلق جو شہادت دی ہے وہ یہ ہے۔ "مرحومہ عابدہ تھیں۔ مجسمہ نیکی تھیں۔ کم گو اور مخلصہ تھیں۔ اور سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے اندر ایک عمدہ جذبہ رکھتی تھی۔ مرحومہ نے رخصتانہ کے بعد سب سے پہلے یہ کام کیا کہ وصیت کر دی۔ نیک اور صالح عورت تھیں۔ ان کی وفات شہادت کے طور پر واقعہ ہوئی"۔

بریلی میں امانتاً دفن کی گئی ہیں۔ خدا تعالیٰ اس کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔ اور اس کے لواحقین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا کرے۔

اس موقعہ پر میں عزیز و مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور قریشی محمد یونس صاحب اور ان کے خاندان کی خدمت میں دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔

دنیا ہی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا! یہ گھر ہی بے بقا ہے

قادیان کی تازہ خبریں

(۱) جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب اپنی اہلیہ صاحبہ کی فوتیدگی کے سلسلہ میں بریلی گئے ہوئے ہیں۔ وہاں سے اطلاع ملی ہے کہ آپ کی طبیعت بعارضہ بخار و زکام ناساز ہے۔ احباب مکرم مولوی صاحب کی صحت و بخیریت واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲) حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی قائمقام امیر مقامی و ناظر اعلیٰ بعارضہ درد گھٹنہ بیمار ہیں۔ اور کمزوری بھی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

(۳) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی جگہ قائمقام امام الصلوٰۃ ہیں نیز خطبہ جمعہ بھی فرماتے ہیں۔

(۴) مکرم چوہدری سعید احمد صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ہاں دوسری لڑکی تولد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولودہ کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور ہر طرح مبارک کرے۔

(۵) دین محمد صاحب ننگلی درویش کے ہاں پہلی لڑکی تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مولودہ کو والدین کے لئے قرۃ العین اور خادمہ دین بنائے۔

(۶) جناب سید ارشد علی صاحب لکھنؤ سے دو دن کے لئے زیارت مرکز کے لئے تشریف لائے۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۲ء

ہندی - اردو

ملک میں ایک سے زیادہ زبانیں

ہندی کو ملک کی سرکاری زبان بنایا گیا ہے۔ اگرچہ گاندھی جی کا ملکی زبان کے تعلق میں یہ مشورہ تھا کہ ہندوستانی کو ملک کی سرکاری زبان بنایا جائے۔ اور اس کو دونوں رسم الخط (لپی) یعنی فارسی اور ناگری میں لکھا جائے۔ لیکن بہرحال اب جبکہ بعض تقاضوں کی بناء پر یا بعض مجبوریوں کے پیش نظر ہندی راشٹر بھاشا بنا دی گئی ہے تو اہالیانِ ملک کا فرض ہے کہ اس زبان کی ترقی میں کوشاں ہوں اور اس کو سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔

لیکن ہندی کے ساتھ ساتھ "دستور ہند" میں اور زبانوں کو بھی ملکی یا علاقائی زبان تسلیم کیا گیا ہے۔ ان منظور شدہ چودہ زبانوں میں اردو بھی شامل ہے۔ پس جب اردو ملک کی تسلیم شدہ زبان ہے اور اس کا مولد اور دطن یو۔پی اور دہلی کہلاتے ہیں۔ تو اس کی مخالفت کے کچھ معنے نہیں بنتے سوائے اس کے کہ اس کو اندھے مذہبی تعصب کا نتیجہ قرار دیا جائے۔

یہ دلیل کہ ایک ملک میں ایک سے زیادہ زبانوں کی ترویج ملک کی وحدت اور یکجہتی کو نقصان پہنچائے گی بالکل بے اصل ہے۔ اول تو اردو کے علاوہ بہت سی اور ملکی زبانیں ہندی کے ساتھ پنپ رہی ہیں۔ اور ان کو پبلک اور حکومت کی طرف سے برداشت کیا جا رہا ہے۔ دوسرے یہ خیال کہ اردو کی ترقی سے ہندی کو نقصان پہنچے گا محض تنگ نظری ہے۔ کیا دنیا کے اور ممالک میں ایک سے زیادہ زبانیں رائج نہیں اور شاندار ترقی نہیں کر رہیں۔ یہ ایک ایسی ظاہر و باہر حقیقت ہے کہ جس سے دنیا کا ہر پڑھا لکھا آدمی واقف ہے لیکن افسوس ہے کہ اردو سے دشمنی رکھنے والے حضرات اس بودی اور بے حقیقت دلیل کو پیش کرتے سے باز نہیں آتے

ذیل میں ہم پروفیسر رولینڈ اے ولزے کے ایک قابل قدر مضمون سے چند ضروری حصے قارئین کرام کے افادے کے لئے درج کرتے ہیں۔ یہ مضمون انگریزی کے کئی اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اور اس میں خاص طور پر سوئٹزرلینڈ کے لسانی حالات کا ذکر ہے۔ (ایڈیٹر)

"سوئٹزرلینڈ کے کسی شہر میں جائیے وہاں آپ لوگوں کو بیک وقت فرانسیسی، جرمن اور اطالوی زبانیں بولتے ہوئے سنیں گے ۔۔۔۔۔۔ کم و بیش کا لحاظ کر کے سوئٹزرلینڈ کی حالت سے کچھ مختلف نہیں ہے ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ لیکن سوئٹزرلینڈ کے لوگ بہت متحد، امن پسند اور ترقی پسند لوگ ہیں۔ اس قوم میں زبانوں کی زیادہ تعداد ان کی قومی وحدت کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ اور یہ قومی اتحاد ساری دنیا میں مشہور ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ ہندوستان کی طرح سوئٹزرلینڈ بھی (اقوام کے تمام جھگڑوں میں) اپنی غیر جنبہ داری قائم رکھتا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے دوران قیام میں ۔۔۔۔۔۔ میں نے دیکھا کہ وہ لوگ نہایت محنتی اور کارگزار لوگ اور آپس میں ایسے لوگوں سے مل جل کر کام کرتے ہیں جن کی زبان ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زبان کا یہ اختلاف ذرا بھی ان کے کام پر کوئی خراب اثر پیدا نہیں کرتا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر سب لوگوں میں باہمی تعاون کا ارادہ مضبوط ہو اور فرقہ داری اختلافات کو صحیح راستوں پر ڈال دیا جائے تو ایسے اختلافات قومی مفاد کے لئے مفید ہو جاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ سوئٹزرلینڈ میں زبانوں کی تفریق حسب ذیل ہے۔

جرمن بولنے والے		۳۲۰۰۰۰۰
فرانسیسی	"	۱۰۰۰۰۰۰
اطالوی	"	۱۰۰۰۰۰
رومنش	"	۵۰۰۰۰
دوسرے لوگ		۳۵۰۰۰

۔۔۔ ہر ضلع یا صوبہ کے مدرسوں میں اسی ضلع یا صوبہ کی زبان میں تعلیم ہوتی ہے۔ (سوئٹزرلینڈ میں ۲۲ صوبے ہیں) اگر صوبہ میں ایک سے زیادہ زبانیں رائج ہیں تو وہ سب ذریعۂ تعلیم ہوتی ہیں عام طور پر صوبہ میں ایک سے زیادہ زبانیں رائج ہیں۔

سوئٹزرلینڈ کی سرکاری زبانیں بیک وقت تین ہیں۔ جرمن، فرانسیسی اور اطالوی۔ ہر صوبہ سرکاری کاغذات کو ان سب زبانوں میں شائع کرتا ہے جو اس صوبہ میں رائج ہوں۔ مرکزی حکومت کے کاغذات بھی جب کسی صوبہ کو بھیجے جاتے ہیں تو اسی صوبہ کی زبان یا زبانوں میں لکھے جاتے ہیں۔ ۔۔۔۔۔ مجلس قوانین کی کارروائی بھی اسی طرح کی جاتی ہے۔

ادب کی تمام خاص خاص کتابیں تینوں زبانوں میں چھپی ہوئی ملتی ہیں۔

سوئٹزرلینڈ میں تعلیم یافتہ آبادی سو فی صدی ہے۔

۔۔۔۔۔ (ہندوستان میں) ہندی کے حامیوں کو سوئٹزرلینڈ کی مثال سے کچھ سیکھنا چاہیئے ۔۔۔۔۔۔ اور صرف ایک ہی زبان کو تمام ملک میں رائج کرنے پر اصرار نہ کرنا چاہیئے ۔۔۔۔ انہیں سوچنا چاہیئے کہ جب سوئٹزرلینڈ اپنی چھوٹی سی آبادی میں جو ۴۷ لاکھ سے زیادہ نہیں ایسا انتظام کر سکتا ہے تو پھر ہندوستان جہاں تعلیم یافتہ آبادی بمشکل ۱۵ فی صدی اور جہاں کی آبادی سوئٹزرلینڈ کی آبادی سے ۹۰ گنا زیادہ ہے کیوں ایک زبان والا ملک بننے پر اصرار کرے۔ سوئٹزرلینڈ نے عملی طور پر اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ ایسا ہونا ضروری نہیں۔ ہندوستان میں زبان کی وحدت پیدا کرنے کا خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ تامل ناڈ یا بنگال میں اس خیال کی کس قدر مخالفت ہوتی ہے۔

ایک اخبار نویس کی حیثیت سے میں نے غور کیا کہ سوئٹزرلینڈ کی صحافت پر زبانوں کی تعداد زیادہ ہونے کا اثر پڑا ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں ۴۰۶ اخبار نکلتے ہیں۔ جن میں سے ۷۰ فی صد جرمن زبان میں ہیں ۲۶ فی صد فرانسیسی میں ۴ فی صد اطالوی زبان میں۔

اب دیکھنا ہے کہ زبان کے معاملہ میں سوئٹزرلینڈ ہندوستان کو کیا سکھاتا ہے آیا عملی طور پر زبانوں کی تعداد کو تسلیم کرنا یا تمام ملک کے لئے ایک ہی زبان کے خواب کی تعبیر حاصل کرنا۔ سوئٹزرلینڈ نے یہ بتا دیا ہے کہ اگر ملک کے تمام لوگ ایک ہی زبان نہ بولیں تو اس کا کوئی اثر قومی مفاد پر نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ ملکی مفاد کا انحصار تو زیادہ تر معاشی انصاف، مذہبی آزادی اور سیاسی رواداری پر ہے"

حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومحاسن اور مکارم اخلاق آپ کے ماننے والوں کے لئے تو اسوۂ حسنہ ہیں اور اُن کے دلوں میں حضور پُر نور کے لئے فدائیت اور تعشق کے جذبات پیدا کرتے ہیں۔ لیکن وہ غیر مسلم علماء بھی جو آپ کے محاسن اور مکارم پر اطلاع پاتے ہیں۔ حضور کی توصیف و تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ ذیل میں انگلستان کے ایک مشہور مصنف اور مورخ مسٹر ایچ۔ جی۔ ویلز کے لیکچروں میں سے ایک اقتباس ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ یہ مشہور مورخ باوجود انتہائی متعصب ہونے کے ان مناقب جمیلہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمارے ملک کے ان غیر مسلم حضرات کو بھی اس عظیم الشان مصلح کی قدر پہچاننے کی توفیق دے جو دنیا کا محسن اعظم اور مربی اعظم ہے۔ اور جس کی تعلیم پر عمل کر کے آج بھی دنیا فساد اور مادیت کے چنگل سے نجات حاصل کر سکتی ہے۔ اور مذہب کے اصل مقصد کو جو زندہ خدا سے تعلق لگانا ہے پا سکتی ہے۔

خدا تعالیٰ اُمتِ محمدیہ کے افراد کو اپنے پاک و متبوع نبی کی کامل پیروی کی توفیق دے اور غیر مسلم حضرات پر بھی آپ کی شان اور مقام واضح فرمائے۔ (ایڈیٹر)

مشہور مغربی مورخ مسٹر ایچ جی ویلز کا ایک لیکچر

"محمد (صلعم) طبیب حاذق اعلیٰ مقنن اور عظیم الشان جنرل تھے۔ اور ان دعووں کی تصدیق آپ کے اقوال واحادیث کی چھان بین کرنے والے پر مخفی نہیں۔

میرے قول کی تصدیق کے لئے صرف آپ کی یہ مشہور حدیث نحن قوم لا ناکل حتی نجوع واذا اکلنا لا نشبع۔ "ہم وہ لوگ ہیں کہ جب تک بھوکے نہیں ہوتے کھاتے نہیں۔ اور جب کھاتے ہیں تو پیٹ بھر کر نہیں کھاتے۔

دنیا باوجود اپنی انتہائی ترقی کے اس سے زیادہ عمدہ اور قیمتی نظریہ نہیں پیش کر سکی۔ آپ نے ربع صدی سے بھی قلیل عرصہ میں دنیا کی تاریخ کو اُلٹ دیا۔ وحشی اور بالکل غیر مہذب قوم کو تہذیب و تمدن کے اوج فلک پر آفتاب بنا کر چمکا دیا۔ کیا۔ اب کوئی آپ کے معجزات کا انکار کر سکتا ہے کہ وہ خدا وند کریم کے عطا کردہ نہیں تھے" (لیکچر آف مسٹر ویلز)

یہ ان ہزارہا خیالات اور اقوال میں سے ایک اقتباس ہے جو حضرت رسول عربی بانی اسلام کے متعلق مفکرین مغرب و مشرق نے کہے ہیں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے تبلیغ کے فریضہ سے غفلت برت کر اس پاک و مقدس نبی کے متعلق غلط فہمیاں پھیلنے کا موقعہ دیا ہے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ایسا ہے جو کسی سنجیدہ اور منصف مزاج آدمی سے خراج تحسین حاصل نہ کر سکے اس وقت احمدیہ جماعت کی کوششوں سے یورپ امریکہ اور افریقہ میں لوگوں پر حق و صداقت کھل رہی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں کہ جب تمام دنیا اس مقدس نبی کا حلقہ بگوش ہونا اپنے لئے باعث فخر سمجھے گی۔

عذاب کب آتا ہے؟

قرآن کریم کے مطالعہ سے خدا تعالیٰ کی اس دائمی سنت کا بخوبی علم ہو سکتا ہے کہ جب کوئی قوم اپنی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کے باعث اس قابل ہو جاتی ہے۔ کہ اُسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ تو خدا تعالیٰ کی رحمت بے پایاں اُس کے لئے ایک آخری موقعہ اس طور پر بہم پہنچاتی ہے کہ اُنہیں میں سے کسی برگزیدہ انسان کو انہیں ہوشیار اور متنبہ کرنے کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس الہٰی آواز پر کان رکھتا ہے اور اس کے مطابق اپنے اعمال میں درستی پیدا کر لیتا ہے وہ نجات پاتا ہے۔ لیکن جو خداوندی احکام کا شنوا نہیں ہوتا اُسے عذاب الہٰی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اُس کی ہلاکت دوسروں کے لئے باعثِ عبرت بن کر رہ جاتی ہے چنانچہ اس مفہوم کو کلامِ الہٰی میں مندرجہ ذیل مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا

(بنی اسرائیل ع۲)

یعنی ہم کسی قوم پر ہرگز عذاب نہیں بھیجتے جب تک کہ ان کی طرف کوئی رسول نہ بھیج دیں۔

اس آیت کریمہ کا مفہوم اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ جب ہم ایک دوسرے مقام پر کلام الہٰی کے مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کرتے ہیں فرمایا:۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا (قصص ع۶)

یعنی تیرے خدا کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اس کے مرکزی مقام میں نبی بھیجے بغیر کسی بستی کو ہلاک کرے۔

اس سے پہلے رکوع میں فرمایا:۔

وَلَوْلَا أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ.

(ع۵)

یعنی اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ان لوگوں کو اپنے اعمال کی وجہ سے کوئی عذاب پہنچا تو یہ کہہ دیں گے۔ اے ہمارے رب کیوں نہ آپ نے ہماری طرف رسول بھیجا کہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے آپ کے احکام کی تعمیل کرتے تو ہم اُن کو بغیر رسول بھیجے کے ہی عذاب دے دیتے مگر چونکہ یہ عذر اُن کا معقول ہو تا ہم نے اس عذر کو توڑ دیا ہے اور ہمیشہ پہلے رسول بھیجتے ہیں پھر اس انکار کے بعد عذاب لاتے ہیں۔

اسی قسم کی ایک آیت سورۃ طٰہٰ ع۸ میں اس طرح آتی ہے:۔

وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ.

ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت الہٰی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر رسول بھیجنے کے کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ یعنی اتنے وسیع علاقہ پر جو نبیٔ وقت کا مخاطب ہو اُس وقت تک عذاب نہیں آتا۔ جب تک پہلے ایک اور نبی ظاہر ہو کر لوگوں کو ہوشیار نہ کر دے۔ پس ہر زمانہ کے رسول کی تکذیب عذاب الہٰی لانے کا باعث بنتی ہے۔

جواب کا ایک اور پہلو

اس سوال پر کہ "عذاب کب آتا ہے؟" ایک اور نقطۂ نظر سے بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ معذبین کے دائرہ کو محدود کیا جائے جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ

حضرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور قرآن پاک کی بعض آیات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ایک زمانہ میں اُمتِ محمدیہ عام طور پر بگڑ جائے گی اور اُس کے اعمالِ بد اس درجہ تک پہنچ جاویں گے کہ طرح طرح کے ابتلاؤں اور امتحانات میں سے اُس کا گذر ہوگا ــــ غالباً اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہفتہ وار اخبار "انسان" کشن گنج پورنیہ بہار (پرچہ ۱۷ ستمبر ۵۳ء) میں اس سوال کے جواب میں ایک قطعہ درج کیا گیا ہے جس کی اصل عبارت یہ ہے:۔

"جب علماء اور اولی الامر اپنے اصلی ذمے یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑ دیتے ہیں تو گمراہی اور بداخلاقی قوم کے افراد میں پھیلنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور قوم کی غیرت ایمانی ضعیف ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ سارا اجتماعی ماحول فاسد ہو جاتا ہے قومی زندگی کی فضا خیر و صلاح کے لئے ناسازگار اور شر و فساد کے لئے سازگار ہو جاتی ہے۔ لوگ نیکی سے بھاگتے ہیں۔ اور بدی سے نفرت کرنے کی بجائے اُس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ اخلاقی قدریں اُلٹ جاتی ہیں۔ عیب ہنر بن جاتے ہیں۔ اور ہنر عیب۔ اس وقت گمراہیاں اور بداخلاقیاں خوب پھیلتی پھولتی ہیں۔ اور بھلائی کا کوئی بیج برگ و بار لانے کے قابل نہیں رہتا۔ زمین، ہوا اور پانی سب اس کو پرورش کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کی ساری قوتیں اشجار خبیثہ کو نشو و نما دینے کی طرف مائل ہو جاتی ہیں جب کسی قوم کا یہ حال ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ عذاب الہٰی کی مستحق ہو جاتی ہے اور اُس پر ایسی عام تباہی نازل ہوتی ہے۔ جس سے کوئی نہیں بچتا۔ خواہ وہ خانقاہوں میں بیٹھا رات دن عبادت کر رہا ہو۔

اسی کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً (انفال ع۳)

بچو اس فتنہ سے جو صرف ان ہی لوگوں کو مبتلائے مصیبت نہ کرے گا جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا۔" (ماخوذ) (ختم کلام)

ہمیں مضمون نگار کے اس خیال سے پورا اتفاق ہے۔ کہ علماء اور اولی الامر نے اپنے اصل فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا جس کے نتیجہ میں قوم کے اندر طرح طرح کی بداخلاقیاں اور قومی انحطاط کے مورد پیدا ہوں گے جن کے باعث وہ مستحق عذاب ٹھہرے اور خدا تعالیٰ کی وعید اُن کے حق میں بایں الفاظ وارد ہوئی۔

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً

لیکن کیا ہی اچھا ہوتا جو مضمون نگار مندرجہ بالا آیت سے ماقبل آیت پر بھی غور کر لیتے تا روحانی مرض کی تشخیص میں آسانی ہوتی اور اس کا حقیقی باعث خود سامنے آ جاتا۔ چنانچہ آیت ماقبل کے الفاظ یہ ہیں:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (انفال ع۳)

یعنی اے مومنو! تمہارا ہمیشہ کے لئے یہ دستور رہنا چاہیئے کہ جب رسول کی طرف سے زندگی بخش بُلاوا آئے تو فوراً اُس کی آواز پر لبیک کہو۔ ایسے موقعہ پر دیر کرنا متاعِ ایمان کو ضائع کرنا ہے۔ کیونکہ انسان کی قلبی حالت ایک سی رہنی ممکن نہیں۔ پس روحانیت میں بلا پیدا کرنے کے لئے رسول کی صحبت ضروری ہے اور اُس سے دوری دلی زنگ کا موجب ہے۔

اس کے بعد بتایا کہ دیکھو اگر تم ان باتوں کے شنوا نہ ہوئے اور رسولوں کی پاک صحبت سے فیضیاب نہ ہوئے تو طرح طرح کے فتنوں کا دروازہ تمہارے لئے کھول دیا جائے گا۔ اور تم میں سے کوئی بھی اس سزا سے بچ نہ سکے گا۔ خواہ بزعم خود کیسا ہی عابد و زاہد کیوں نہ ہو!!

الغرض ان ہر دو آیات کا مآل بھی وہی ہے جو ہم نے مضمون کے اول حصہ میں بیان کیا کہ کسی قوم پر عذاب الہٰی محض نبیٔ وقت کی تعلیم سے اعراض کے نتیجہ میں آتا ہے۔ خواہ وہ اعراض صوری ہو یا معنوی۔ کیونکہ سورت اسراء، قصص اور طٰہٰ کی آیات میں صوری اعراض کرنے والوں پر عذاب الہٰی کے وارد ہونے کا ذکر ہے اور سورت انفال کی محولہ بالا آیات میں معنوی اعراض کرنے والوں سے خطاب ہے۔

بہر حال سورت انفال کی آیات میں تمام مسلمانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ موجود ہے۔ کاش ہر مسلمان خالی بالطبع ہو کر اس بات پر سنجیدگی سے غور کرے کہ کیا وجہ ہے جو اس وقت جنگ۔ قحط اور زلازل کے عالمگیر عذاب جہاں تمام دنیا پر محیط نظر آتے ہیں وہاں مسلمانوں کو کسی مقام پر بھی حقیقی ٹھکانا نہیں ملتا۔ اور باوجود حکومتوں اور ریاستوں کے مالک ہونے کے اپنے تئیں دنیا میں کسی عزت کے مقام پر نہیں پاتے!!!

فکر و تدبر کی آنکھ بخوبی دیکھ سکتی ہے کہ سورت انفال کی آیات میں قومی احیاء کا ایک سنہری اصول بیان کیا تھا جسے آج کا مسلمان بھول چکا ہے وہ تھا اُس کا ایک ہاتھ پر جمع ہونا۔ اور اُس کا اتحاد و اتفاق" اس کا کرشمہ صحابہ کرامؓ نے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بچشم خود دیکھ لیا مگر افسوس کہ انہیں کی اولاد نے اسے پس پشت ڈال دیا۔ اور آج سیاسی میدانوں مادی قلعوں میں اپنی کھوئی ہوئی شوکت تلاش کر رہے ہیں!!

افسوس انہوں نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل کی آواز پر لبیک نہ کہا اور آج خدا تعالیٰ کی طرف سے موردِ عذاب بن کر نکبت و ادبار کے گڑھے میں گر رہے ہیں ہر چند اس سے نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں مگر بے سود!! حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

فھل من مدّکر!! (خاکسار محمد حفیظ بقاپوری)

اخلاقِ فاضلہ

کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کی خاص تعلیم

تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ

تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ۔ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو۔ دوسرے اس کو قبول کریں۔ کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو کوئی اس کو قبول نہیں کرتا۔ کیا کوئی انسان میلی چیز پسند کر سکتا ہے جب کپڑے میں ایک داغ بھی ہو وہ اچھا نہیں لگتا۔ اسی طرح جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی۔ کوئی خریدار نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں۔ کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔ ملفوظات ج۱۰

اخلاقی حالت ایک کرامت ہے

"اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق ہی کا دیا گیا۔ جیسے فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ یوں تو آنحضرت صلعم کے ہر ایک قسم کے خوارق قوت نبوت میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر آپ کے اخلاقی اعجاز کا نمبر ان سب سے اوّل ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ نہیں بتا سکتی۔ اور نہ پیش کر سکے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص اپنے اخلاق سیئہ کو چھوڑ کر عادات ذمیمہ کو ترک کر کے خصائل حسنہ کو لیتا ہے۔ اس کے لئے وہی کرامت ہے۔ مثلاً اگر بہت ہی سخت تند مزاج اور غصہ ور ان عاداتِ بد کو چھوڑتا ہے۔ اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے۔ یا امساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بے شک یہ کرامت ہے اور ایسا ہی خود ستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے۔ جو نہیں چاہتا کہ کراماتی بن جاوے۔ میں جانتا ہوں۔ ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ تو پس یہ ایک دائمی اور زندہ کرامت ہے کہ انسان اخلاقی حالت کو درست کرے۔ کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے کہ جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ نفع دور تک پہنچتا ہے مومن کو چاہیئے کہ خلق اور خالق کے نزدیک اہلِ کرامت ہو جاوے۔ بہت سے رند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے۔ لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا ہے اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی۔ بہت سے لوگوں کے سوانح میں اس امر کو پاؤ گے۔ کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی کو دیکھ کر دینِ حق قبول کر لیا۔" ملفوظات ج۱ ص۱۳۵-۱۳۶

اخلاقی حالت درست ہو

"اخلاقی حالت ایسی درست ہو۔ کہ کسی کو نیک نیتی سے سمجھانا اور غلطی سے آگاہ کرنا ایسے وقت پر ہو۔ کہ اسے بُرا نہ معلوم ہو۔ کسی کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ دل شکنی نہ کی جاوے۔ جماعت میں باہم جھگڑے فساد نہ ہوں۔ دینی غریب بھائیوں کو کبھی حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ مال و دولت یا نسبی بزرگی پر بے جا فخر کر کے دوسروں کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے۔ جو متقی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ دوسروں کے ساتھ بھی پورے اخلاق سے کام لینا چاہیئے جو بد اخلاقی کا نمونہ ہوتا ہے۔ وہ بھی اچھا نہیں۔ ملفوظات ج۷

جماعت احمدیہ کے تیار کرنے کی غرض

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے۔ کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقوے کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاقِ حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ نہ ہو۔ میں نے دیکھا کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں سمجھ نہیں سکتا۔ کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے۔ کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ ہو رہے۔ اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ کہ اس پر اچھی طرح سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دے۔ اور دل میں کینہ ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑ دے۔

پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ حلم اور صبر اور عفو جو عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے۔ تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے شماتتِ اعداء ہی نہیں ہے۔ بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔" (تقریریں کا مجموعہ ص۸)

خُلق سے مراد

"خُلق سے مراد شیریں کلامی نہیں ہے۔ بلکہ خَلق اور خُلق دو لفظ ہیں۔ آنکھ۔ ناک۔ کان وغیرہ جس قدر اعضاء ظاہری ہیں جن سے انسان کو حسین وغیرہ کہا جاتا ہے۔ یہ سب خَلق کہلاتے ہیں اور اس کے مقابل پر باطنی قویٰ کا نام خُلق ہے مثلاً عقل، فہم، شجاعت، عفت، صبر وغیرہ اس قسم کے جس قدر قویٰ سرشت میں ہوتے ہیں وہ سب اسی میں داخل ہیں۔ اور خُلق کو خَلق پر اس لئے ترجیح ہے۔ یعنی ظاہری جسمانی اعضاء میں اگر کسی قسم کا نقص ہو تو وہ ناقابل علاج ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ہاتھ چھوٹا پیدا ہوا ہے۔ تو اس کو بڑا نہیں کر سکتا۔ لیکن خُلق میں اگر کوئی کمی بیشی ہو تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے.... خُلق ایسی شئے ہے جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اگر تبدیلی نہ ہو سکتی تو یہ ظلم تھا۔ لیکن دعا اور عمل سے کام لو گے تب اس تبدیلی پر قادر ہو سکو گے عمل اس طرح پر کہ اگر کوئی شخص ممسک ہے تو وہ تھوڑے تھوڑے قدرے خرچ کرنے کی عادت ڈالے۔ اور نفس پر جبر کرے۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد نفس میں ایک تغیرِ عظیم دیکھ لے گا۔ اور اس کی عادت امساک کی دور ہو جاوے گی۔ اخلاق کی کمزوری بھی ایک دیوار ہے۔ جو خدا اور بندہ کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔" (تقریریں کا مجموعہ ص۲)

منجملہ انسان کی طبعی امور کے ایک صبر ہے

منجملہ انسان کی طبعی امور کے ایک صبر ہے۔ جو اس کو ان مصیبتوں اور بیماریوں اور دکھوں پر کرنا پڑتا ہے۔ جو اس پر ہمیشہ پڑتے رہتے ہیں۔ اور انسان بہت سے سیاپے اور جزع فزع کے بعد صبر اختیار کرتا ہے۔ لیکن جاننا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب کی رو سے وہ صبر اخلاق میں داخل نہیں۔ بلکہ وہ حالت ہے جو تھک جانے کے بعد ضرور تا ہو جاتی ہے۔ یعنی انسان کی طبعی حالتوں میں سے یہ بھی ایک حالت ہے کہ وہ مصیبت کے ظاہر ہونے کے وقت پہلے روتا، چیختا، سر پیٹتا ہے آخر بہت سا بخار نکال کر جوش تھم جاتا ہے۔ اور انتہا تک پہنچ کر پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ پس یہ دونوں حرکتیں طبعی حالتیں ہیں ان کو خلق سے کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ اس کے متعلق خلق یہ ہے۔ کہ جب کوئی چیز اپنے ہاتھ سے جاتی رہے۔ اور اس چیز کو خدا تعالیٰ کی امانت سمجھ کر کوئی شکایت منہ پر نہ لاوے...... اس خلق کے متعلق خدا تعالیٰ کا پاک کلام قرآن شریف ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔

یعنی اے مومنو! ہم تمہیں اس طرح پر آزماتے رہیں گے۔ کہ کبھی کوئی خوفناک حالت تم پر طاری ہوگی۔ اور فقر و فاقہ تمہارے شامل حال ہوگا۔ اور کبھی تمہارا مالی نقصان ہوگا اور کبھی جانوں پر آفت آئے گی۔ اور کبھی اپنی محنتوں میں ناکام رہو گے اور حسب المراد نتیجے کوششوں کے نہیں نکلیں گے اور کبھی تمہاری پیاری اولاد مرے گی۔ پس ان لوگوں کو خوشخبری ہو۔ کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا کی چیز اور اس کی امانتیں اور اس کے مملوک ہیں۔ پس حق یہی ہے کہ جس کی امانت ہے اس کی طرف رجوع کرے یہی لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہیں جو خدا کی راہ کو پا گئے۔

غرض اس خلق کا نام صبر اور رضا برضائے الٰہی ہے اور ایک طور سے اس خلق کا نام عدل بھی ہے۔ کیونکہ جب کہ خدا تعالیٰ انسان کی تمام زندگی میں اس کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے۔ اور ہزارہا باتیں اس کی مرضی کے موافق ظہور میں لاتا ہے۔ اور انسان کی خواہش کے مطابق اس قدر نعمتیں اس کو دے رکھی ہیں۔ کہ انسان شمار نہیں کر سکتا۔ تو پھر یہ شرطِ انصاف نہیں کہ اگر وہ کبھی اپنی مرضی بھی منوانا چاہے تو انسان منحرف ہو۔ اور اس کی رضا کے ساتھ راضی نہ ہو۔ اور چون و چرا کرے یا بے دین اور بے راہ ہو جاوے۔

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب ص۱۹۵)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاکیزہ کرتی اور بڑھاتی ہے۔

اِس زمانہ کے موعود امام اور مجدد کو پہچانو

مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

۱۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
الآیہ (نور ع ۷)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں کے ساتھ جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے کہ ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا زمین میں جیسا کہ اُس نے اُن لوگوں کو خلیفے بنایا جو ان سے پہلے تھے۔

۲۔ حدیث میں آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ مَاتَ بِغَيْرِ اِمَامٍ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً (مسند احمد جلد ۴ ص ۹۶) یعنی جو اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانے وہ جاہلیت کی موت مرا۔

۳۔ ایک اور صحیح حدیث میں آیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا (ابو داؤد) یعنی اس اُمت کے لئے ہر صدی کے سر پر ضرور اللہ تعالیٰ مجدد بھیجتا رہے گا۔ اس حدیث کی صحت کے متعلق مرقاۃ المفاتیح جلد ۱ ص ۲۴۷ پر مشہور محدث ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں رواہ ابو داؤد والطبرانی فی الاوسط وسندہٗ صحیح ورجالہ کلھم ثقات وکذا صححہ الحاکم۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے اور امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے تمام راوی معتبر ہیں۔ اور اسی طرح امام حاکم نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا قرآنی آیت اور احادیث نبویہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کے لئے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں خلیفے، امام اور مجدد دین مبعوث کرتا رہے گا۔ اور یہ سُنّت اللہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو تفرقہ کی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ جیسا کہ اس نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے شروع کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہے ایسا ہی وہ عالم روحانی کو ستاروں کی طرح قمر اسب روشنی بخشی کر امام الزمان کو ان کا سورج قرار دیتا ہے۔ پس ان تمام امور کے پیش نظر ایک متقی کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے خلیفہ۔ امام اور مجدد کی تلاش میں ہو۔ اور اس کی تائید و نصرت کرے تاکہ دین اسلام مضبوط اور مستحکم ہو۔ اور اس کے مخالفین بداندیش اپنے ارادوں میں ناکام و نامراد رہیں۔

چونکہ اس زمانہ کے متعلق جو گذشتہ تمام زمانوں سے زیادہ پُر از فتن و اختلافات ہے اور اس لحاظ سے فیج اعوج کہلاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمومی رنگ کے علاوہ خصوصی رنگ میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کے امام کو مہدی اور مسیح کا لقب عطا فرمایا اور اس کی آمد کا زمانہ چودھویں صدی متعین فرمایا ہے۔ نیز اس کی یہ علامت اور آمد کی غرض بیان فرمائی ہے کہ وہ کسر صلیب کریگا یعنی اس کے زمانہ میں مذہب عیسائیت اپنی پوری شان و شوکت پر ہوگا اور وہ اس کا دلائل سے ابطال کرے گا۔

سو اہل اسلام کے لئے خوشخبری ہو کہ اس زمانہ کا جلیل القدر امام جس کی آمد اور کام کو اُمت کے دوسرے اماموں کے بالمقابل نمایاں اور ممتاز رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے وجود میں ظاہر ہو چکا ہے۔ آپ اپنے دعویٰ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"مجھ میں خدا تعالیٰ نے تمام علامتیں اور شرطیں جمع کی ہیں۔ اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے اور ایسے وقت میں میں ظاہر ہوا ہوں جبکہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے۔ اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ پس یہ تمام اختلافات ایک فیصلہ کرنے والے حَکَم کو چاہتے تھے۔ سو وہ حکم میں ہوں۔ میں روحانی طور پر کسر صلیب نیز اختلافات کو دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ انہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔ میرے لئے ضروری نہیں کہ میں اپنی حقیقت کی کوئی دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ تمہارے حکم ہونے کا ثبوت کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ کے لئے حکم ہونا چاہیئے تھا وہ زمانہ موجود ہے اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حکم نے اصلاح کرنی تھی وہ قوم موجود ہے۔ اور جن نشانوں نے اس حکم پر گواہی دینی تھی۔ وہ نشان ظہور میں آچکے ہیں مبارک وہ جن کی آنکھیں بند نہ رہیں۔

خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں (۱) قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے (۲) میں قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے (۳) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے (۴) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے یہ خدا کی گواہیاں میرے پاس ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

ندرت ہوئی کسوف و خسوف رمضان میں ہوا۔ حج بھی بند ہوا اور بموجب حدیث طاعون بھی ملک میں پھیلی اور بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے۔ جن کے صدہا ہندو اور مسلمان گواہ ہیں ان تمام وجوہ سے میں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے بھی خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا۔"
(مقتبس از ضرورت الامام ص ۲۳-۲۵-۲۶)

امام الزمان کے مندرجہ بالا ارشادات کے بعد کون ہے جو اسے استخفاف کی نگاہ سے دیکھے اور وہ مدد کو معمولی قرار دے کر اللہ سے ڈرانے اس کے جس کے حصہ میں ازلی شقاوت اور جاہلیت کی موت ہو۔ پس اے عزیز! آنکھیں کھولو اور اس خدا [illegible] پر لبیک کہو جو محبوب الٰہی کو قبول کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوا۔ آپ پر ہر طرح سے خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو پورا کیا ہے اور اب آپ کے لئے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا۔

ایک اور بات جو بھی امام الزمان کی جماعت اور اس کی جماعت میں داخل ہونے کی طرف زور سے جاتی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس امر کی وصیت کرنا ہے کہ فتنوں کے زمانہ میں مسلمانوں کی اس جماعت کے ساتھ رہنا جس کا امام ہو۔ جیسے فرمایا۔ فَالْزَمْ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ (ابن ماجہ کتاب الفتن) نیز حضورؐ نے اپنی اُمت کے بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جانے کی پیشگوئی کرتے ہوئے ناجی فرقہ اس کو قرار دیا جو حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کے طریق عمل پر چلتا ہو جیسے فرمایا۔ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ (ترمذی جلد ۲ ص ۹۳)

اب دیکھو کہ یہ صفات کس گروہ میں پائی جاتی ہیں یقیناً ایک متعصب اور حقیقت و صداقت کے طالب کیلئے اسکے سوا چارہ کار نہیں کہ ان احادیث کا مصداق جماعت احمدیہ کو قرار دے کیونکہ یہی وہ جماعت ہے جو باقاعدہ طور پر ایک امام واجب الاطاعت کی نیابت میں صحابہ کرامؓ کے طریق پر خدمت اسلام کر رہی ہے۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں اس وقت بڑے بڑے ذی ثروت اور امیر بلکہ بادشاہ موجود ہیں مگر بتاؤ کہ کونسا فرقہ اور گروہ صحیح رنگ میں اسلام کی خدمت کر رہا ہے اور کس کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ وہ یورپ امریکہ اور دوسرے ممالک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دے۔ یہ محض امام الزمان کی امامت کی برکت ہی ہے جس کی وجہ سے ایک نہایت قلیل التعداد اور غربا کی جماعت میں سب سے بڑھ کر قوت عمل پائی جاتی ہے۔ یوں تو ہر ایک فرقہ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ کا مصداق ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ حقاً کون اپنے آپکو اس کا مصداق ثابت کر رہا ہے۔ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے طریق عمل کی یہی تشریح کی گئی ہے کہ وہ تبلیغ و اشاعت دین کا کام کرتے تھے اور یہی ان کا منتہائے مقصود تھا جیسے فرمایا۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الآیۃ (آل عمران ع ۱۲) اور دوسری جگہ فرمایا۔ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (یوسف ع ۱۲) پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کا یہی طرۂ امتیاز تھا۔ تو اب ہر ایک شخص تمام اسلامی فرقوں پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر خود دیکھ سکتا اور فیصلہ کر سکتا ہے کہ زمانۂ موجودہ میں کونسا گروہ ان کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی گذشتہ پون صدی کی تاریخ میں صرف ایک ہی بات ہوئے اور ... شن حروف میں لکھی ہوئی ہے یعنی "خدمت اسلام"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کشف بین نگاہ نے آج سے چودہ سو برس پیشتر اس حقیقت کو دیکھ لیا تھا کہ مسلمانوں کی کیفیت وامرا و علما شامل کی پراگندگی اور انتشار رہیگا۔ جیسا حضور نے خاص طور پر تاکید فرمائی کہ اس وقت امام کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا بجا ہے تاکہ صحیح علاج ہو سکے
(باقی)

بعض سوالات کے جوابات

از مکرم خورشید احمد صاحب جامعۃ المبشرین قادیان

ایک غیر احمدی دوست نے شاہجہانپور یو۔پی سے چند سوالات برائے جوابات بھجوائے ہیں افادہ کی خاطر جوابات بذریعہ اخبار بدر شائع کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ سائل ایک مسلمان عالم کے فرزند اور مسلمان کہلاتے ہیں۔ لیکن اُن کے اعتراضات اللہ تعالیٰ پر۔ رسولوں پر اور اسلام پر پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دین اسلام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین سوال: اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہر مجدد صدی کے سر پر آئے گا؟ اور چودھویں صدی کے مجدد مسیح موعود ہوں گے؟

ج۔ اسلام ایک پیارا اور قیمتی خزانہ ہے۔ چونکہ ہر قیمتی اور پیاری چیز کی حفاظت بھی نہایت توجہ اور غور سے کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت اور خدمت کے لئے ہمیشہ کے لئے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد کو مبعوث کیا کرے۔ چنانچہ ہمارے آقا سردار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ۔

عَنْ ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

(ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱ کتاب الفتن۔ ومشکوٰۃ مطبع نظامی دہلی صفحہ ۳۴۔ کتاب العلم جنبائی صفحہ ۳۶)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ایک مجدد ہر صدی کے سر پر مبعوث فرمایا کرے گا۔ جو دینِ اسلام کی تجدید فرمایا کرے گا۔

اس حدیث شریف کی صحت پر تمام استادانِ حدیث کو اتفاق ہے۔ حدیث کے الفاظ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ واضح اور صریح رنگ میں بتا رہے ہیں۔ کہ مجدد ہر صدی کے سر پر یعنی آغاز میں آیا کرے گا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے قول کو تیرہ صدیوں تک متواتر مجدد بھیج کر فعلی رنگ میں پورا کر دیا ہے۔ اور اسلام کے تقریباً سارے فرقے حدیث مجددین کی صداقت کے گواہ ہیں۔

مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کا تعلق دجال اور کسرِ صلیب سے ہے۔ یعنی مسیح موعود کا ظہور ایسے تاریک زمانہ اور پُر ضلالت زمانہ سے وابستہ ہے جبکہ مذہب صلیب کا غلبہ ہوگا۔ اور صلیبی مذاہب کا زور ہوگا۔ اس وقت چودہویں صدی کا مجدد چودہویں کے چاند کی طرح نمودار ہوا تاکہ وہ حدیث شریف یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر (مسیح صلیب کو توڑے گا اور خنزیر دوں کو قتل کرے گا) کے مطابق صلیبی مذہب کا بطلان ثابت کرے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

عن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشرۃ خلیفۃ کلھم من قریش (مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش) یعنی اسلام بارہ خلیفوں کے ظہور تک غالب رہے گا۔ دیگر تیرھواں خلیفہ جو مسیح موعود ہے اس وقت آئے گا جبکہ اسلام غلبۂ صلیب اور غلبۂ دجالیت سے کمزور ہو جائے گا) بارہ خلیفے قریش میں سے ہوں گے جو غلبۂ اسلام کے وقت آتے رہیں گے۔

خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (مزمل) فرما کر مثیل موسیٰ قرار دیا ہے۔ اور جس طرح حضرت موسیٰ کے بعد ان کی اُمت میں خلیفے ہوئے۔ اور آخر کار مسیح علیہ السلام تشریف لائے۔ اسی طرح اُمتِ محمدیہ میں خلفاء کی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے دی ہے سورت نور میں آیت استخلاف میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔۔ (نور ع)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اُمت محمدیہ میں اسی طرح خلفاء بھیجا کرے گا جس طرح کہ اس نے اُمتِ محمدیہ سے پہلے بھیجے تھے۔ یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے درمیان بارہ خلیفے اُمتِ موسویہ میں تشریف لائے۔ اور تیرھواں خلیفہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تیرہ سو برس بعد چودھویں صدی کے آغاز میں مسیح ناصری علیہ السلام کے رنگ میں آیا۔ سو قرآن مجید نے آنحضرت کو کَمَا کے لفظ سے موسیٰ ٹھہرایا۔ اور کَمَا کے لفظ سے اسلامی خلفاء کو موسوی خلفاء کے ہمرنگ مماثلت تامہ کے لئے ضروری تھا کہ اُمتِ محمدیہ کا تیرھواں خلیفہ مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ سے تیرہ سو برس بعد یعنی چودھویں صدی کے آغاز میں ظہور فرمائے۔ اور مسیح ناصری علیہ السلام کی طرح وہ مسیح موعود ہو۔ اور جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے وقت میں بے دینی کے علاوہ گلیل اور پلاطوس کے علاقے سے یہود کی سلطنت جاتی رہی تھی۔ ایسا ہی مسیح موعود ایسے وقت میں آیا۔ جبکہ ہندوستان کی حکومت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ اور یہ چودھویں صدی کا آغاز ہی تھا۔

قرآن مجید اور آثار کے علاوہ بزرگان اُمت محمدیہ نے مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی کا آغاز قرار دیا ہے۔ بعض نے شدید انتظار کے بعد چودھویں صدی کے سال اول کو نزول مسیح کا سال قرار دیا ہے۔ بعض بزرگوں نے اپنے کشوف و رویا صادقہ کی بنا پر مسیح موعود کا ظہور چودہویں صدی کو ٹھہرایا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۱۳۹ پر تیرہویں صدی تک کے مجددین کی فہرست دے کر چودھویں صدی کے مجدد کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"در ہر مائۃ چہاردھم کہ دہ سال کامل آنرا باقی است اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت۔ پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند"

کہ چودھویں صدی کے سر پر جس کو ابھی پورے دس سال باقی ہیں اگر مہدی علیہ السلام اور مسیح موعود ظاہر ہو گئے۔ تو وہ چودھویں صدی کے مجدد ہوں گے۔ نیز انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۲ پر بالکل واضح کر دیا ہے کہ

"تواں گفت کہ دریں دہ سال کہ از مائۃ ثالث عشر باقی است۔ ظہور کنند یا بر سرِ صد چہاردھم" کہ یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ابھی دس سال میں کہ تیرہویں صدی میں سے باقی ہیں۔ ظہور کریں گے یا زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی کے سر پر یعنی آغاز میں۔

۲۔ حافظ برخوردار صاحب اپنی کتاب انواع میں فرماتے ہیں:۔

"پچھے اک ہزار دے گذرے ترے تے سال
عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال" (انواع)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو برس بعد یعنی چودہویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مسیح موعود) نازل ہوں گے۔

۳۔ حضرت پیر کوٹھہ شریف والوں نے اپنی وفات سے ایک دو سال قبل فرمایا (افغانی زبان میں)

"چہ مہدی پیدا شوے دے او وخت ظہور ندے"

یعنی مہدی پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ اسی بنا پر ان کے ایک مرید ملا صفی اللہ صاحب نے نظم الدرر فی سلک السیر کے صفحہ ۲۳۵ میں تحریر کیا ہے۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ در سن یکہزار و دو صد و نود و چہار ۱۲۹۴ھ اخبار کردہ بود۔ کہ مجدد دیگر پیدا شدہ است اما در ظہور او چند مدت باقی ماندہ در نظر ایں فقیر شاید آں مدت شش سال بودہ باشد و او مجدد صدی چہاردھم باشد۔" (صفحہ ۲۳۵)

کہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یعنی پیر صاحب کوٹھہ شریف) نے ۱۲۹۴ھ میں خبر دی تھی۔ کہ دوسرا مجدد پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن اس کے ظہور میں تھوڑی مدت باقی ہے اور اس فقیر (ملا صفی اللہ صاحب) کی نگاہ میں شاید وہ مدت چھ سال باقی رہی ہو (کیونکہ چھ سال کے بعد چودہویں صدی کا پہلا سال شروع ہوتا تھا)

پس منشاء الٰہی حدیث صحیحہ آثار اور بزرگان اُمت محمدیہ کے رویا و کشوف نے مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ چودہویں صدی کا آغاز ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو چودہویں صدی کے سر پر عین ضرورت کے وقت مبعوث فرمایا۔ مبارک وہ جو قبول کرتا ہے۔

٭۔ آج ہر ایک شخص اس امر کو محسوس کر رہا ہے کہ مسلمان ایک ایسے مخلص رہنما کے محتاج ہیں جو انہیں منظم کر کے صحیح راستہ پر چلا یا کرے اور دنیا کی ترقیات دلا سکے۔ سو عین وقت پر خدا تعالیٰ نے اُن کی ضرورت کو پورا کیا اور ان کی انتظار کے مطابق مصلح کو بھیجا ہے۔ اب ان کا فرض ہے کہ اسے مان کر سعادت دارین حاصل کریں اور اُن لوگوں کی طرح نہ بنیں جن کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے کہ امام کے آنے سے پیشتر تو وہ بڑی اُمیدیں لگائے بیٹھے تھے اور اس کی انتظار میں دن گنتے تھے جب امام ظاہر ہوا تو اُس کا انہوں نے انکار کر دیا۔ (ترکیف)

کیا جنت آدمؑ اِس زمین پر نہ تھی؟

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے

حضرت آدمؑ کے لئے جنت کا لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا۔ تو کم علم لوگوں نے لفظی مشابہت کی وجہ سے سمجھ لیا کہ وہی جنت مراد ہے جس میں ایک مومن موت کے بعد داخل کیا جاتا ہے۔ جنت کے لفظی معنی گھنے باغ کے ہیں۔ بعد الموت والی جنت میں نہ حضرت آدمؑ داخل ہوئے تھے۔ نہ اس سے نکالے گئے۔ وہ جنت یا جنگل دیگر پھلوں والی سرزمین اسی دنیا میں اسی کرۂ ارض پر واقع تھی۔ اور قرآن مجید سے بوجوہ ذیل یہی ثابت ہوتا ہے:۔

(۱) واذ قال ربک للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (بقرہ ع۴)

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یہاں کوئی اور زمین مراد نہیں بلکہ یہی کرۂ ارض مراد ہے۔ کیونکہ لفظ ارض پر الٓ تخصیص کی خاطر اور معروف بنانے کی خاطر داخل ہوا ہے۔

(۲) اس کے ساتھ ہی فرمایا قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا تو ایسی ہستی زمین پر بنائے گا جو فساد کریں گے اور خون بہائیں گے۔ ظاہر ہے کہ فساد کرنا اور خون بہانا حقیقی جنت میں ممکن نہیں کیونکہ لا لغو فیھا ولا تأثیم (طور ع۱) جنت میں نہ لغو کام ہوگا نہ کوئی گناہ والی بات ہوگی۔

(۳) فقلنا یآدم ان ھٰذا عدو لک ولزوجک فلا یخرجنکما من الجنۃ فتشقٰی (طٰہٰ ع۷) کہ ہم نے کہا اے آدم! یہ شیطان تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے پس یہ تم دونوں کو جنت سے کہیں نکال نہ دے کہ جس کے نتیجہ میں تو تکلیف میں پڑ جائے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے جنت میں گناہ والا کوئی کام نہ ہوگا۔ اس لئے وہاں جنت میں کسی سے عداوت رکھنے والے یعنی شیطان کے مرتبہ والے عداوت رکھنے والے کی رسائی کیونکر ہو سکتی ہے؟

(۴) اہل جنت کے متعلق فرمایا وما ھم منھا بمخرجین (حجر ع۴) کہ ان کو جنت سے کبھی نہ نکالا جائے گا۔ اس لئے حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا کو جنت سے نکلنے جانے کا خطرہ کیونکر لاحق ہو سکتا تھا۔

(۵) اہل جنت کے متعلق فرمایا۔ ان المتقین فی جنٰت ونعیم فاکھین بما اٰتٰھم ربھم ووقٰھم ربھم عذاب الجحیم (طور ع۱)

کہ وہ جنتوں اور نعمت میں ہوں گے۔ ان سے لطف اٹھاتے ہونگے اور اللہ تعالیٰ ان کو آگ کے عذاب سے بچائے گا پھر فرمایا کہ اہل جنت کہیں گے فمنّ اللہ علینا ووقٰنا عذاب السموم (طور ع۲) کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور سخت لُو کے عذاب سے ہمیں بچا لیا۔

لیکن حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظٰلمین (اعراف ع۲) کہ فلاں درخت کے قریب مت جانا ورنہ ظالم بن جاؤ گے۔ اور جب نافرمانی کے مرتکب ہو گئے تو ربنا ظلمنا انفسنا والی دعا میں یہ بھی کہا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین۔ کہ اگر ہمیں بخش نہ دیا اور رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پائیں گے۔ یہ بھی فرمایا وعصٰی اٰدم ربہ فغوٰی (طٰہٰ ع۷) کہ آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور گمراہ ہوا۔ حالانکہ جنت میں کوئی گناہ، ظلم اور خسارہ والا فعل سرزد نہیں ہو سکتا۔ وہاں تو فلاح پانے والے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کے متعلق فرمایا۔ ان للمتقین مفازا (نبا ع۲) کہ وہ وہاں کامیاب ہو کر جائیں گے۔ نیز فرمایا۔ ادخلوھا بسلٰم اٰمنین (حجر ع۴) کہ اہل جنت کو سلامتی اور امن کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کو کہا جائے گا۔ معلوم ہوا جنت آدمؑ اخروی جنت نہ تھی۔

(۶) حکم سجدہ کی تعمیل سے ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ بنی آدمؑ کو گمراہ کرتا رہے گا۔ ابلیس نے فاسقانہ فعل کیا ففسق عن امر ربہ (کہف ع۷) اس نے حکم عدولی کی (ابٰی۔ طٰہٰ ع۷) یہ سب کچھ جنت آدمؑ میں ہوا۔ حالانکہ جنت کے متعلق فرمایا۔ لا یسمعون فیھا لغوا ولا کذّابا (نبا ع۲) کہ اہل جنت جنت میں لغو اور جھوٹ نہ سنیں گے۔ اہل جہنم کے متعلق فرمایا۔ فسوف یدعوا ثبورا (انشقاق) کہ وہ ہلاکت کو پکاریں گے۔ گویا کہ اہل جنت گناہوں سے معصوم ہوں گے۔ کیونکہ گناہوں کا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے۔ اس کیفیت جنت کے ہوتے ہوئے ابلیس کا اس میں گذر کیونکر ممکن ہے؟

(۷) فازلھما الشیطٰن عنھا (بقرہ ع۴) شیطان آدمؑ و حواؑ کو پھسلانے میں کامیاب ہوا۔ ان کو طالب عفو ہونا پڑا۔ حالانکہ جنت دار الجزاء ہے۔ نہ کہ دار العمل۔ دار العمل یہی دنیا ہو سکتی ہے۔

(۸) فوسوس الیہ الشیطٰن قال یآدم ھل ادلک علی شجرۃ الخلد وملک لا یبلٰی (طٰہٰ ع۷) کہ شیطان نے آدمؑ کو یہ وسوسہ ڈالا کہ میں مستقل رہنے والی اور بوسیدہ نہ ہونے والی بادشاہت کے درخت پر آگاہ کر سکتا ہوں۔ سو یہ واقعہ اُخروی جنت میں نہیں ہو سکتا جس کے متعلق تو پہلے ہی ھم فیھا خالدون کا وعدہ ہے۔ یعنی ان کو جنت میں خلود حاصل ہوگا

(۹) شیطان کی بات ماننے پر وہ عریاں ہوئے حالانکہ جنت ایسا مقام نہیں جہاں نقائص انسانی ظاہر کئے جائیں وہ مقام لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کا ہے اور نقائص کے ظہور سے حزن کا ہونا لازمی ہے۔ اور ظہور نقائص کے آئندہ امکان سے خوف طاری ہونا بھی لازم ہے حزن و خوف کا جنت میں گذر نہیں فرمایا۔ وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ (عبس) کہ اہل جنت کے چہرے چمکتے ہوں گے۔ ہنسنے والے اور خوش ہوں گے اور دوزخیوں کے چہروں پر گرد اور سیاہی ہوگی نیز فرمایا وینقلب الٰی اھلہ مسرورا (انشقاق) کہ جنتی آسان حساب ہونے پر اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش واپس آئے گا۔ حضرت آدم کے عصیان و عریانی وغیرہ سے سرور وغیرہ جنتی صفات زائل ہو کر خوف و حزن طاری ہوا۔ معلوم ہوا ان کی جنت اُخروی جنت نہ تھی۔

(۱۰) فرمایا یٰبنی اٰدم لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنۃ (اعراف ع۳) کہ بنی آدم! شیطان تمہاری کمزوریوں کو ظاہر نہ کر دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت (باغ) سے نکال دیا تھا۔ معلوم ہوا کہ بنی آدم میں سے ہر ایک کو ایسا واقعہ پیش آسکتا ہے۔ اس لئے اس سے احتراز کی تلقین کی گئی ہے۔

(۱۱) واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس۔ قال ءاسجد لمن خلقت طینا۔ قال ارءیتک ھٰذا الذی کرمت علیّ لئن اخرتن الٰی یوم القیٰمۃ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا۔ قال اذھب فمن تبعک منھم فان جھنم جزاؤکم جزاء موفورا (بنی اسرائیل ع۷) اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ درخت والا واقعہ تو کبھی بعد میں ہوا۔ عدم سجدہ پر جواب طلبی پر ابلیس نے حضرت آدمؑ کی مخالفت اور بنی آدمؑ کو گمراہ کرنے کے عزم کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابلیس اور اس کے تابعین کو جہنم کی پوری سزا دی جائے گی معلوم ہوا کہ اگر شجرہ والا واقعہ نہ بھی ہوتا تب بھی ابلیس کو گمراہ کرنے کے اور بنی آدم کو بوجہ مختار الافعال ہونے گمراہ ہونے یا نہ ہونے کے مواقع حاصل ہوتے اور یہ امر جنت میں نہیں ہو سکتا

نیز جنت اور جہنم ایک دوسرے کی ضد ہیں انسان ان میں سے کسی ایک کا مستحق ہوتا ہے اور اس استحقاق کا ایک ہی وقت ہے۔ جبکہ آیت بالا میں اللہ تعالیٰ نے ابلیس اور اس کے تابعین کے لئے آئندہ جہنم کی سزا دینے کا وعدہ فرمایا۔ اس وقت بھی بنی آدمؑ موجود تھے جب جہنم آئندہ ملنی تھی تو جنت کے مستحقین کو جنت بھی اس وقت حاصل نہ تھی وہ بھی آئندہ ہی ملنی تھی۔ بنی آدمؑ کے اس وقت موجود ہونے کا علم قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدًی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (بقرہ ع۴) سے ہوتا ہے۔ بیشک تثنیہ کے صیغہ میں بھی فرمایا کہ ان دونوں کو گمراہ کیا اور ان دونوں کو نکلوا دیا۔ لیکن یہ تثنیہ اس لئے ہے کہ وہ دونوں ارضی جنت سے نکلوائے جانے کا موجب ہوئے۔ دوسرے ان کے تابع تھے۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیت میں جمع کے صیغہ میں فرمایا کہ ہم نے حکم دیا کہ اس ارضی جنت سے تمام کے تمام چلے جاؤ۔ سو اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی ہدایت آئے تو جو اس کا تابع ہوگا تو اس کو خوف و حزن لاحق نہ ہوگا۔ اب یہ ظاہر ہے کہ ہدایت کا مخاطب ابلیس کبھی نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ جو یہاں مخاطب ہیں چلے جانے کے حکم میں اور ہدایت کی اتباع کرنے کے حکم میں وہ ابلیس کے غیر ہیں اور دو سے زیادہ ہیں

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ بنی اسرائیل والی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی شجرہ والا واقعہ

بنا ہوا تھا۔ تو ابلیس نے گمراہ کرنے کے ارادہ کا اظہار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے گمراہوں کو جہنم کی سزا دینے کا ذکر کیا۔ تو اگر شجرہ والا واقعہ نہ ہوتا اور حضرت آدمؑ جنت سے نہ نکالے جاتے کیا ابلیس بنی آدمؑ کو گمراہ کرنے کے لئے جنت ہی میں اپنا دام تزویر پھیلاتا اور کیا بنی آدم میں سے گمراہ ہونے والے جہنمی قرار پاتے۔ حالانکہ وہ حضرت آدمؑ والی جنت ہی میں سکونت پذیر ہوتے۔ کہ جس کے متعلق لا لغو فیہا ولا تاثیم اور وما ھم منھا بمخرجین کا ارشاد الٰہی موجود ہے؟

بالغرض اگر یہ سب کچھ شجرہ کے واقعہ کے بعد ہوا تو یہ غور کرنا چاہیئے کہ شجرہ والا واقعہ تو حضرت آدمؑ کے نسیان سے ہوا فرمایا:۔ آدم ولم نجد لہ عزما بالملٰئکۃ کہ یہ واقعہ حضرت آدمؑ سے بھول کر سرزد ہوا۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ جنت سے اخراج کے بعد ارسال مرسلین کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور ایمان و عدم ایمان پر جنت و دوزخ کا دار و مدار رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے عظیم الشان نبی مبعوث ہوئے وغیرہ وغیرہ۔ اس کا نتیجہ تو یہ نکلا کہ اب جو ہمارے اعمال کا نتیجہ جنت و دوزخ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور نبی کے بعد نبی دنیا میں آتے رہے۔ اور عظیم الشان انقلاب آتے رہے۔ یہ سب کچھ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ جیسی حکیم ذات کے کسی منصوبے اور تدبیر کا نتیجہ نہ تھا بلکہ حضرت آدمؑ کے نسیان کا نتیجہ تھا نسیان و عدم نسیان دونوں میں سے ہر ایک حضرت آدمؑ سے ممکن تھا۔ اگر ان سے نسیان نہ ہوتا تو رحمان و شیطان کی جنگ۔ جنت و دوزخ سب کچھ معرضِ وجود میں نہ آتا۔ جنت و دوزخ کے فرشتے کراماً کاتبین۔ وحی لانے والے فرشتے۔ دنیا میں جتنے کام ہیں۔ ان سب کے فرشتے گویا کہ حضرت آدمؑ کے نسیان کے بعد معرض وجود میں لائے گئے۔ پہلے تو ان کی ضرورت نہ تھی۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ خلافت کے قیام کا ذکر سنتے ہی فرشتوں نے زمین میں فتنہ و فساد ہونے کا ذکر کیا تھا۔ اس وقت ابھی شجرہ والا معاملہ نہ ہوا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی بتا دیا تھا۔ کہ خلیفہ زمین میں بنانے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا ہے۔ کہ حق و باطل کی کشمکش اور بالآخر حق کا غالب ہو جانا قابل غور امر ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کشمکش اور اس کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا نتیجہ ہے۔ فرماتا ہے۔

وما خلقنا السماء والارض وما بینھما لٰعبین لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذنٰہ من لدنا۔ ان کنا فٰعلین۔ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق۔ ولکم الویل مما تصفون (انبیاء، رکوع ۲)

کہ ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کھیلتے ہوئے نہیں بنایا اور اگر ہم چاہتے کہ اس کو کھیل بنائیں تو ضرور اس کو اپنے پاس سے بناتے۔ اگر ہم کرنے والے ہوتے۔ بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینکتے ہیں تو وہ اس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کو کچل دیتا ہے۔ پھر اچانک وہ بھاگ جاتا ہے۔ اور تمہارے لئے اس سے افسوس ہے جو تم بیان کرتے ہو۔

(۱۲) فرمایا۔ ولقد خلقنٰکم ثم صورنٰکم ثم قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس۔ لم یکن من السٰجدین (اعراف رکوع ۲)

کہ ہم نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری صورت بنائی۔ پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کی اطاعت میں لگ جاؤ۔ سوائے ابلیس کے تمام نے تعمیل کی۔ اس نے اطاعت کرنے سے انکار کر دیا۔

یہاں ہم سب بنی آدمؑ کی ولادت کا ذکر کر کے اور سب کو آدم قرار دے کر حکم سجدہ اور انکار ابلیس کا ذکر کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ملائکہ کو تمام بنی آدم کی اطاعت کا حکم ملا ہوا ہے۔ ابلیس تمام کی مخالفت کرتا ہے۔ ملائکہ مختلف کاموں پر مؤکل ہیں اور انسان کے فائدے کے لئے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ بنی آدمؑ میں سے جو ابلیس کے پھندے میں پھنس جاتا ہے روحانی جنت سے نکالا جاتا ہے۔ اگر توبہ و استغفار سے معافی چاہتا ہے تو معاف کیا جاتا ہے۔

ان وجوہات سے معلوم ہوا کہ حضرت آدمؑ والی جنت اسی کرۂ زمین پر تھی۔ اخروی جنت نہ تھی۔

درخواست ہائے دعا

(۱) مکرم حبیب الدین صاحب کانپوری کی اہلیہ صاحبہ عرصے سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ تمام احباب کی خدمت میں خاص التزام دعا کی درخواست ہے۔

(۲) مکرم محترم مولوی حکیم محمد الدین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد دکن بھی کافی دنوں سے بیمار ہیں تمام احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (سید حبیب متعلم واقف زندگی قادیان)

(۳) سید ضیاء الحق صاحب آف سونگھڑہ کچھ عرصہ سے سخت بیمار ہو کر کٹک جنرل ہسپتال میں زیر علاج ہیں ان کو احباب کی دعاؤں سے قدرے افاقہ ہے کامل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ جاری رکھیں (سید صمصام الدین احمد عفا اللہ عنہ کیرنگ اڑیسہ)

(۴)۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ ناچیز خادم سلسلہ کیلئے دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کی جملہ مشکلات کو حل کر دے اور خدمت سلسلہ کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ عاجز سید صمصام الدین احمد عفا اللہ عنہ

دعوئے نبوت کاذبہ زہر ہلاہل ہے!

از سید ارشاد علی صاحب لکھنؤ

دنیا میں کفر و الحاد کی آندھیاں چلیں۔ انانیت اور تکبر کے مدہوشوں نے اپنی بساط سے زیادہ بہت کچھ ژولیدہ بیانیاں بھی کیں یہ نمرود۔ یہ شداد۔ باب و بہا کے علاوہ انہیں کی طرح اور کچھ سرپھروں نے کھلم کھلا یہ دعوے بھی کئے کہ "ہم خدا ہیں" یہ خود فراموش مدعی کچھ اتنے گا ودی اور جاہل تھے کہ انہیں خدائی کے دعوے کرتے ہوئے خدا کی مخلوق سے بھی شرم نہ آئی وہ جنہوں نے خود خدائی کے دعوے کئے یا وہ جنہیں لوگوں نے خدا بنایا ان دونوں پر خدا پرست انسانوں کو تو ہنسی ہی آتی ہے۔ ایسے لوگ جن کے رگ و ریشوں میں کسی لطیف چیز کی بجائے بھوسا ہی بھرا ہوا ان کا تو ذکر ہی کیا۔ لیکن ایک معمولی عقل کا آدمی بھی تھوڑا سا غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ایک ضعیف انسان جس نے ماں کے پیٹ میں تو بہت خون حیض کھایا ہو کیا وہ خدا ہو سکتا ہے۔

اس حیرت انگیز بات کو جانے دیجئے۔ لیکن یہ بات ضرور سچ ہے کہ کچھ ایسے دشمن عقل و ایمان آدمی ضرور پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے خدائی کے دعوے کئے ہیں۔ ان میں سے ایک رشکا "ہاشمی مشیٔ الوہیت نے تو کمال ہی کر دیا۔ خود خدائی کا دعویٰ کیا اور ان دریدہ دہنی الفاظ میں کیا۔ کہ "میرے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے"۔

اس بحرانی دعوے سے چند سال قبل آپ نے اپنے آقا یعنی علی محمد صاحب "باب" کی نسبت فرمایا تھا کہ "آپ کے سوا سب آپ کے حکم سے پیدا ہوئے اور آپ کے حکم سے موجود ہیں"۔ یہیں تک غنیمت تھا لیکن جناب بہاء اللہ کی ایک اور جدت ملاحظہ ہو کہ آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کا نام "ام الکائنات" رکھ دیا۔ یعنی کم از کم زوجۂ پروردگار ایران۔

ہمارے مسلمان بھائی۔ ہمارے وہ مسلمان بھائی جو اپنے دشمن اسلام عقائد کی وجہ سے اپنی باطنی بینائی کے علاوہ ظاہری بصارت سے بھی محروم ہو چکے ہیں وہ ہمارے دلائل اجرائے نبوت سے جب مبہوت اور بے بس ہو گئے۔ تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ سے پہلے بھی تو لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے ہیں اور ان کی جماعتیں موجود ہیں یہ بالکل غلط اور سر تا پا جھوٹا دعویٰ کرتے ہوئے ان کی عقلوں پر کچھ ایسے پردے پڑے کہ انہیں یہ بھی غیرت نہ آئی کہ اگر واقعی جھوٹے مدعی نبوت سرسبز اور کامیاب ہو سکتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں اس تحدی اور غضب آلود الفاظ فرمانے کا کیا مطلب ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ہمارے مخالفین۔ احمدیت کے مخالف وہ علماء جن کے لئے حدیث نبوی کی سچائی کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ آنے والے مسیح موعود کی ایسے ننگِ اسلام رنگ میں مخالفت کریں کہ جو براہ راست اسلام کے احکام محمدی پر کاری ضرب لگاتی ہو۔ ورنہ آنیوالا مسیح موعود جو محافظِ اسلام ہے وہ دوبارہ دنیا کے سامنے صحیح اسلام کو پیش کرتا۔

آج سے کئی سال پہلے غیر مقلدین کے لیڈر مولوی ثناء اللہ صاحب نے سلسلہ احمدیہ کی تاریکی دشمنی میں بقول ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ بابی اور بہائی تحریکوں کو دانستہ ناواقفوں کے سامنے اس رنگ میں پیش کیا کہ باب اور بہاء اللہ بھی تو مدعی نبوت تھے۔ مولوی صاحب آنجہانی کے یہ دشمن صداقت مضامین جب میں نے پڑھے تو مجھے بہت ہی افسوس ہوا۔ کہ یہ علماء جو اپنے آپ کو دین کا ستون کہتے ہیں۔ ان کی نظروں میں نبوت جیسی نعمت کی کوئی عظمت ہی نہیں ہے۔ خدا کی بے مثال ہستی کے بعد خدا اور اس کی مخلوق میں بہت بلند مرتبہ اور نہایت عظیم الشان اگر کوئی چیز ہے تو وہ صرف نبوت ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات کی طرح تحفظِ نبوت کے لئے جو غیرت ہے وہ اپنی کسی اور مخلوق کے لئے نہیں پائی جاتی۔ اللہ اللہ شانِ نبوت کے جلالی تحفظ کا خدا تعالیٰ نے جن پُرشکوہ الفاظ میں اعلان فرمایا ہے۔ اس اعلان سے ایمان والوں کی تو روحیں کانپ اٹھتی ہیں۔ خدا کی پناہ یہ پُرہیبت وعید خدا تعالیٰ نے کس کو مخاطب کر کے فرمائی۔ یہ وہ مقدس انسان ہے جس کی شان شانِ خدائی کے بعد ایسی بے مثال و بے نظیر ہے جس کا اندازہ دائرہ انسانیت کے بس کی بات نہیں۔ اس پاک اور خدا کی شان کو ظاہر کرنے والی ہستی کو مخاطب کر کے خدا تعالیٰ کا جلالی رنگ میں یہ فرمانا کہ اگر تو میرے اوپر افترا کرتا تو میں تیری رگ جان کاٹ ڈالتا۔ اس ہیبت اور جلال کے اعلان کے بعد کیا کسی دنیا کے کیڑے کی مجال ہے کہ وہ جھوٹا دعوئے نبوت کر سکے اور پھر خدا کے قہر سے بچ جائے۔ ہائے ان چودھویں صدی کے علماء کو خدا کے اس پُرہیبت اور پُرجلال اعلان پر اتنا بھی اعتبار نہیں؛ جتنا انہیں اپنی فانی ہستیوں پر ہے۔ اے مدہوش علماء و مشائخ اور اے علوم و ایجاد کے دعویداروں

آج کان کھول کر سن لو کہ دعوئے نبوت کا ذبہ زہر ہلاہل ہے۔ سنسار میں ایک دو نہیں کئی فرعون پیدا ہوئے۔ اور ابھی قریب ہی کے زمانہ میں کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے۔ جنہوں نے کھلے طور پر خدا ہی کے دعوے نہیں کئے بلکہ یہ بھی کہا کہ ہمارے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے۔ لیکن جھوٹے دعوئے نبوت سے اُن پر بھی لرزہ طاری ہوتا تھا۔ اور جھوٹا دعوئے نبوت کرنا تو بڑی بات ہے جھوٹے دعوئے نبوت کے تصوّر سے انہیں موت ہی نظر آتی تھی۔ یہ وہ بھیانک موت کا ثبوت تھا جس کے خیال سے اُن کی روحیں کانپتی تھیں۔ اللہ اللہ نبوت کا دعویٰ کرنا تو بڑی بات ہے۔ اُس کے خیال سے کذاب اور مفتریوں کے دل دہلتے تھے۔ ساری دنیا کی تاریخ کا ایک ایک ورق چھان ڈالیں۔ اس پوری دنیا میں ایک انسان بھی ایسا نہیں ملے گا۔ جو جھوٹا دعوئے نبوت کر کے سرسبز اور کامیاب ہوگیا ہو۔ عقلمندو۔ خدا کے لئے غور کرو۔ اگر خدا کے اس قہری وعید کے بعد جھوٹے مدعیان نبوت کامیاب ہو جاتے تو سلسلۂ نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ اور تمام نبیوں کی صداقت کا کوئی معیار ہی نہ رہتا۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان اُٹھ جاتا اور اسلام کی صداقت جھوٹ کی تاریکی میں پوشیدہ ہو جاتی۔ ہمارے ان بھولی صورت لیکن مجسمۂ غیض وغضب علماء سے تو باب اور بہاء اللہ ہی سیانے تھے۔ اُن کے قلوب پر قرآن شریف سے منحرف ہونیکے بعد بھی قرآن شریف کے اس وعید کا ایک ہیبت ناک اثر تھا۔ وہ خوب جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی یہ وعید خدا کے قہر کی ایک برہنہ تلوار ہے۔ جس کا غضب آلود پانی جھوٹے مدعی نبوت کو بری طرح بھسم اور واصل جہنم کر دیتا ہے اور جھوٹے مدعی نبوت کی نسلوں تک کا نام ونشان باقی نہیں رکھتا۔

رسالہ "باب و بہاء"۔ رسالہ مذکور سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب مجتہد العصر کی تالیف ہے اس کے دو حصے شائع ہوئے ہیں۔ پہلا حصہ عاجز کو نہیں ملا۔ مولانا نے اس رسالے میں بابی اور بہائی مذہب کے متعلق عام تاریخی مضامین کے علاوہ باب اور بہاء اللہ کے دعوے کے متعلق ایسی عامیانہ باتیں لکھی ہیں جو حقیقت اور تحقیق کے اعتبار سے بالکل بے وزن ہی نہیں بلکہ بہائی اور بابی عقائد کے بھی بالکل خلاف ہیں۔

حضرت حجۃ اللہ۔ رسالہ "باب و بہاء" مولانا نقی صاحب نے بلاوجہ اور بغیر کسی علمی استدلال کے بہاء اللہ صاحب کی عربی عبارت پر تمسخر اُڑاتے ہوئے حضرت امام معصوم مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے لکھا ہے"۔ اس مقام پر ہمارا دل چاہتا ہے کہ اپنے ملکی مسیح موعود قادیان کے پیغمبر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عربی عبارت کا نمونہ بھی درج کریں۔ جس سے ظاہر ہو کہ "مظہر اعظم جمال قوم بہاء اللہ کی عبارت اغلاط سے پاک ہونے کے لحاظ سے اتنی بھی نہیں ہے جتنی بیچارے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عبارت تھی۔ اگر یہ وہ بھی فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے ایسی نہیں ہے کہ اُسے کسی عربی کے فارغ التحصیل اور ادب میں دستگاہ کامل رکھنے والے شخص کی عبارت کہا جا سکے پھر بھی اتنی کثرت سے اغلاط سے پُر نہیں ہے جتنی مرزا حسین علی بہاء اللہ کی عبارت" پھر لکھا ہے "کہیں کہیں پر مرزا صاحب کے کلام میں بھی غلطیاں ہیں۔ لیکن وہ اتنی کثرت سے نہیں اور اتنی فاش نہیں ہیں جیسی مرزا بہاء اللہ کی غلطیاں ہیں۔"

(مذہب باب و بہاء، ص۱۲۶ و ص۱۲۳ و ص۱۲۱)

کچھ دن قبل کے اپنی قوم میں بری طرح بدنام شیعہ مجتہد صاحب نے بہاء اللہ صاحب کی عربی عبارت پر بلا کی پھبتیاں اُڑاتے ہوئے تو خوب جی بھر کے اعتراض کئے ہیں۔ لیکن مہدیٔ دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی عبارت کے متعلق سوائے موئے آتش دیدہ اور اخلاق سوز الفاظ کے حضرت حجۃ اللہ کی عربی عبارت پر اعتراض کرنے کی ہمت وجرأت نہیں ہوئی۔ مولانا کیا مصر اور ہندوستان کے بڑے بڑے جید علماء کو جب حضرت سلطان القلم نے عربی نویسی کا چیلنج دیا تو ان پر ایسی دہشت اور ہیبت طاری ہوئی کہ گویا اُن کے منہ میں زبان ہی نہیں ہے۔ آج بھی مولانا تو مولانا بلکہ آپ جنہیں اپنا اُستاد سمجھتے ہوں اُنہیں کو ذرا حضرت مسیح موعود کی عربی پر اعتراض کرنے کی غیرت دلائیے۔ پھر خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھیے۔ اور یوں اپنی فطری پستی کی وجہ سے تو آج سے بہت پہلے آپ کے ہم زبان دریدہ دہنوں نے تو خدا کے کلام پر بھی اعتراض کئے ہیں۔ مولانا ایک معصوم کی عاقبت فراموش دشمنی میں معیوب اور دلآزار الفاظ استعمال کرنا تو آپ جیسے "سید العلماء" کا کام ہو سکتا ہے لیکن خدا کے شیر پر ہاتھ ڈالنا آپ کے بس کی بات نہیں۔

حضرت امام العصر۔ امام معصوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین نے جس رنگ میں حضرت ممدوح کی اہانت کا ارادہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے اُسی رنگ میں دشمنوں کی توہین اور ذلت کے سامان پیدا کر دیئے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے مامور سے فرمایا۔ انی مہین من اراد اھانتک اس زمان کے ایفا کے نظارے لاکھوں انسانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ اور ایک دو نہیں سینکڑوں مخالفین اور دشمنوں کے عبرتناک انجام کے متعلق غیر مذاہب کے لوگ بھی گواہ ہیں۔ اسی سلسلے میں میں مولانا کی علمی پردہ دری کا ایک سبق آموز نظارہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ رسالہ "باب و بہاء" میں کئی جگہ مولانا نقی صاحب نے باب وبہاء اللہ کو "نبی"۔ "رسول"۔ "پیغمبر" "امام معصوم" وغیرہ لکھا ہے۔ مولانا کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"ہم کہتے ہیں کہ ایک سچے نبی (جب کہ بہائی علی محمد باب کو ماننے پر مجبور ہیں) کی طرف سے کسی اپنے شخص کے نام ایسی عبارت نہیں لکھی جا سکتی جو ملعون مطرود و گمراہ اور گمراہ کنندہ خلق ہونے والا ہو"۔ (مذہب باب وبہاء ص۱۸۹)

"حضرت علی محمد باب اس وقت گذشتہ نبوت کے ناسخ اور منسوخ شریعت کے حامل تھے اور دور بہا ثبت تھا۔ اس دور میں نبوت کی تبلیغ تلقین اور اثبات وتصحیح کی ضرورت تھی۔ اور ہونی چاہیئے تھی۔ جیسا کہ انبیاء کا طریقہ رہا ہے"۔

(مذہب باب وبہاء ص۲۲۹ و ص۲۳۰)

تقیہ کے مجتہدانہ گُر۔ مولانا اپنے نزدیک بے وقوف بہائیوں کو تقیہ کے مجتہدانہ گُر بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"تقیہ حق ضرور ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ حضرت بہاء اللہ خود روپوش ہو جاتے اور آپ کے کام کی ہدایت سے نیا بھتہ اور کوئی انجام دیتا۔ اس صورت میں بھی آپ کی جان اُسی طرح محفوظ رہ جاتی جس طرح مرزا یحییٰ صبح ازل کی محفوظ رہی۔ اس صورت میں آپ کو ضرورت نہ پڑتی کہ ایک غیر نبی کو نبی بنا کر پیش فرمائیں۔ جو بعد میں ایک عظیم فتنہ کا پیش خیمہ ہو۔ ص۲۰۸۔ اس طرح مرزا یحییٰ کی بالکل بے حقیقت امامت ونبوت کا ڈھونگ بنانے سے کیا فائدہ تھا"۔ ص۲۰۹۔

مولانا نے پہلے تو اپنے حضرت بہاء اللہ صاحب کی محبت میں اُن کی جان بچانے کے لئے بہائیوں کو تقیہ کے گہرے گُر بتاتے ہوئے یہ عقیدت پیش فرمائی کہ بہاء اللہ صاحب اپنی جان بچانے کے لئے کسی اور شخص کو بھینٹ کا بکرا بنا کے پیش کر دیتے تو ان کی جان بھی بچ جاتی اور تقیہ بھی حق ثابت ہو جاتا۔ لیکن پھر خود ہی لکھتے ہیں۔ کہ "اسکی وجہ سے کبھی کسی رسول نبی کی سچائی پر اعتماد نہیں ہو سکتا"۔ ص۲۰۷

کیا باب اور بہاء اللہ نے دعوئے نبوت کئے ہیں

مولانا نے اپنے رسالہ "باب و بہاء" میں بہاء اللہ اور باب صاحب کو کئی جگہ نبی۔ رسول اور امام وغیرہ لکھا ہے۔ اور اپنے مخصوص مجتہدانہ انداز میں بار بار اُن کی طرف دعوئے نبوت ورسالت اور امامت وغیرہ منسوب کئے ہیں۔ لیکن ناظرین کو حیرت ہو گی کہ مولانا نے یہ جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل بے بنیاد قطعی غلط اور بہائی عقائد کے صریح خلاف ہے۔ ناظرین ان بابی اور بہائی عقائد کو ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل ادیان نبی یا رسول ہے۔ بلکہ اُس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے"۔

(کوکب ہند جلد ۲ ص۲۹ نمبر ۲ ر جون ۱۹۲۸ء)

ایک اور بہائی لکھتے ہیں کہ "شیخ عبدالسلام کا یہ خیال کہ باب وبہاء نے دعوئے نبوت کئے ہیں۔ سراسر وہم وگمان ہے۔ ہر وہ شخص جو بہائیوں سے واقف ہے یا اُن کی کتابوں پر اطلاع رکھتا ہے۔ خوب جانتا ہے کہ نہ الواح میں دعوئے نبوت پایا جاتا ہے۔ اور نہ اہل بہاء نے کبھی باب و بہاء اللہ کے لئے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے"۔

ان بہت صاف اور کھلے کھلے بہائی حوالوں کے بعد۔ اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ غیر بہائی محقق بھی باب بہاء اللہ کے متعلق یہ تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے واقعی دعوئے نبوت نہیں کئے بلکہ وہ علانیہ مدعی الوہیت تھے۔

غیر بہائی۔ ایڈیٹر "المنار" فرماتے ہیں:۔
بہائی لوگ باطنیہ فرقے کا آخری گروہ ہیں۔ جو بہاء اللہ کی حقیقی عبادت کرتے ہیں اور اس کی الوہیت وربوبیت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ بہائیوں کی اپنی علیحدہ شریعت ہے"۔

پادری الیاس قدوری فرماتے ہیں:۔
"بہاء اللہ نے اپنی کتاب میں متعدد جگہ اشارۃً اور علانیہ دعوئے الوہیت کیا ہے"۔

غیر بہائی محققین کے علاوہ پکے بہائی بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں۔ چنانچہ مرزا حیدر علی بہائی مبلغ لکھتے ہیں:۔

"بالوہیت حیّ ولایزال بے مثال جمال قدم مذعن ومطمئن گشتم"۔ (بہجۃ الصدور ص۲۶۷)

ترجمہ۔ کہ ہم اہل بہاء جمال قدم یعنی بہاء اللہ کی الوہیت کے عقیدہ پر مطمئن ہو چکے ہیں۔

اس انکشاف حقیقت کے بعد ناظرین ذرا انصاف سے غور فرمائیں کہ ایک مجتہد اور محقق کے لئے یہ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ اُس کا دائرہ تحقیق اتنا ضعیف بے بنیاد اور قطعی غلط ہو۔ اللہ اللہ۔ ناظرین یہ فرمائیں کہ مولانا کی ذلت کا یہ عبرتناک نظارہ ایک خدا کے مامور کے ساتھ تمسخر کرنے کی کتنی بڑی

بنی آموز سزا ہے۔ کاش یہ مولانا اپنی ذات پر غور کرتے ہوئے خدا کے پیاروں کے ساتھ استہزاء کرنے سے خدا کے غضب سے ڈریں۔

مولانا کی مجتہدانہ روحانیت۔ مذہب اخلاق اور سنجیدگی کا آئینہ ہوتا ہے۔ اور پھر مذہب بھی مذہب اسلام جس نے ایک بے مثال رنگ میں انسانیت کی لاج رکھتے ہوئے یہ پیاری تعلیم دی ہے کہ عورتیں ہر مذہب کی قابل عزت ہیں۔ ان کا احترام انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے۔ کسی مذہب یا بانئ مذہب کے متعلق استدلالی رنگ میں اور اظہار حق کے لئے مناسب الفاظ میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن استدلال اور تہذیب کے علاوہ کسی بانئ تحریک کے متعلق اخلاق سوز الفاظ استعمال کرنا دین تمام لین (اسلام) کی تعلیم تھی۔ مولانا سید علی تقی صاحب ایک قوم کے مجتہدین اور وہ اپنی قوم کے لئے تہذیب اور شرافت کا ایک عملی نمونہ ہونا چاہئیں۔ لیکن افسوس کہ مولانا نے بہائی مذہب کی ایک مشہور خاتون جناب قرۃ العین کے متعلق جس گھٹیا حد اخلاق کا اظہار کیا ہے۔ اُس سے ایک مذہبی آدمی کو آنکھیں نیچی کرنی پڑتی ہیں۔ علم النفس کے ماہرین کا خیال ہے کہ ہر انسان اپنے پیدائشی ماحول اور فطری تقاضوں کے لحاظ سے اپنی قلبی پاکیزگی کا آئینہ ہوتا ہے۔ مولانا شیعوں کے ایک روحانی پیشوا ہیں۔ اُن کا دل و دماغ عامیانہ گندہ اور سوقیانہ طرز تحریر اور تخیلات سے پاک و صاف ہونا چاہیئے تھا۔ بہرکیف میں انتہائی افسوس کے ساتھ مولانا کی وہ تحریریں جو انہوں نے ایک خاتون یعنی قرۃ العین صاحبہ کے متعلق لکھی ہیں کراہت کے ساتھ نقل کرتا ہوں۔ مولانا فرماتے ہیں:۔

”حقیقت یہ ہے کہ ایران سرزمین شیریں نہاد ہمیشہ سے جلوہ زار حسن و قیمت ہے۔ ازل کی عمر کا اس وقت سولہواں سال تھا۔ جو دیکھتا تھا۔ جذب و خوق سے مملو ہو جاتا تھا۔ ناظرین نے دیکھا کہ قدوس ایسا مقدس بزرگ اس نے ازل کو دیکھا تو تمام اصحاب کو چھوڑ دیا۔ اکیلے گوشۂ خلوت میں ازل کو لے کر پہنچ گیا۔ اور ایسے وجد و طرب میں آیا کہ داد ی نغموں کی آواز سے فضائے صحرا مملو ہوگئی۔ اور تاریخ کے اوراق میں اُس کا تذکرہ محفوظ رہ گیا“ پھر اگر حضرت قرۃ العین کی توجہ بھی آپ کی طرف بہاء اللہ سے زیادہ ہو تو کیا تعجب ہے۔ ناظرین اس کا لحاظ رکھیں کہ کہیں یہ چیزیں پیش خیمہ اُس عظیم دشمنی کا ثابت نہ ہوں جو آئندہ حضرت بہاء اللہ اور صبح ازل میں ہونے والی ہے۔ اور جس کی آگ کے شعلے سطح فلک سے باتیں کریں گے۔

(مذہب باب و بہاء ۱۷۶ و ۱۷۷)

حضرت بہاء اللہ کی یہ کوشش تھی کہ قرۃ العین ان سے الگ نہ ہوں۔ ان میں وہ صحرائے بدشت تک کامیاب ہوئے۔ لیکن اس کے بعد پہلے سے کچھ ناگواری تھی۔ اس کے بعد کوئی صورت پیش آئی کہ قرۃ العین نے آپ کو چھوڑ دیا اور وہ ملا محمد علی بار فروشی کے ساتھ مازندران کی طرف روانہ ہوگئیں۔ ازل کو بہاء اللہ کی بجائے حضرت قرۃ العین کی مصاحبت نصیب ہوگئی اور اس طرح تن تنہا وہ آپ کو جہاں خدا معلوم وہاں تک لے گئے۔

(مذہب باب و بہاء ۱۷۲)

ان معیوب الفاظ کے بعد بعنوان ”بہاء اللہ کی بدگمانی اور صبح ازل کی پریشانی“ کچھ اور نامناسب الفاظ لکھتے ہیں۔ جنہیں میں نقل کرنا پسند نہیں کرتا۔ افسوس ایک روحانی مسند نشین کے لئے اس قسم کے بے حیا اور حیا باختہ الفاظ لکھنا کہاں تک جائز ہیں۔ بہرحال میں ناظرین کے فیصلے پر چھوڑتا ہوں۔ ناظرین انصاف سے غور فرمائیں کہ حسب فرمان حدیث نبوی چودھویں صدی کے علماء کی جب یہ حالت ہوگئی ہے۔ اور اُن کے دلوں سے روحانیت اس طرح پرواز کر گئی ہے۔ جس طرح کبوتر گھونسلے سے نکل جاتا ہے۔ کیا ایسے پرآشوب زمانہ میں اب بھی کسی مامور اور موعود امام کی ضرورت نہ تھی ؟

اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربانیاں کرنیوالے

ہمیشہ زندہ رکھے جائیں گے

(۱) اسلام پر جو نازک دور گزر رہا ہے۔ اور احمدیت جن نیک مقاصد کو لے کر کھڑی ہوئی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس جہاد میں جو غیر ممالک میں تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کا جاری ہے شامل ہو۔ یہ ایسا کام ہے کہ شدید دشمن بھی اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ (کیا آپ تحریک جدید کا وعدہ ادا کر چکے ؟ اگر نہیں تو آخری سہ ماہی شروع ہے خاص توجہ فرمائیں)

(۲) احمدیت پھیلے گی۔ اور اسلام اگر ترقی کریگا تو انہی لوگوں کے ذریعہ جو سمجھتے ہیں کہ جو کچھ کرنا ہے ہم نے ہی کرنا ہے اور یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ہم سے اپنے دین کی خدمت کا کوئی کام لے لیا ہے یہ اس کا انعام ہے جو ہم پر کیا جا رہا ہے ایسے ہی لوگ ہیں جو ہمیشہ کیلئے زندہ رکھے جائیں گے اور انکے نام مجاہدین میں شمار کئے جائینگے۔ (آپ تحریک جدید اگر شامل ہیں تو یہ احسان الٰہی ہے محاسبہ کریں کہ گزشتہ سالوں کا بقایا تو نہیں اگر ہو تو وہ بھی ادا کرنیکا فکر کریں اگر ہو تو ۳۰ نومبر ۱۹۵۳ء سے قبل تمام فہرست ۱۹ سالہ میں آ جائے) (۳) ”آخر جلسے کے پیغام آپ ہی کرینگے تو اور کون کریگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ اس قحط کے دنوں میں آگے سے بھی زیادہ قربانی کرتے ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں آپ بھی کر سکتے ہیں“ (لسٹر تیار ہے آپ فوری توجہ کریں) (۴) ”مخلص یہ کہتا ہے کہ کچھ تنگی خدا نے بھیجی ہے کچھ میں اپنے اوپر خوشی سے وارد کر لیتا ہوں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کا غضب ٹھنڈا ہو جائے اور وہ میری تنگیوں کو دور کر دے۔“ (۵) ”پس مخلص بنیں اور قربانیوں میں اور بھی زیادہ بڑھیں۔ مرکزی چندوں کی جائے کم کرنے کے زیادہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں اور سلسلہ کے کام نہ رکیں“۔ (۶) ”تمہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ تم نیکی میں سب سے پہلے حصہ لینے والے ہو۔ اگر تم کسی وجہ سے پہلے حصہ لینے والوں میں نہیں آ سکے تو کوشش کرو کہ درمیانی درجہ تمہیں مل جائے۔ اگر تم درمیان میں بھی شامل نہیں ہو سکے۔ تو اس کے بعد درجہ نیکی میں حصہ لے سکو لو۔ آپ کو معلوم ہے کہ اب دسواں مہینہ جا رہا ہے اور سال رواں کا یہ وقت ہے۔ آپ نے اگر اب تک اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تو فرمایئے کب کرینگے جبکہ اب آخری وقت بھی آ گیا ہے۔ کم سے کم تم یہ کوشش کرو کہ تم آخری آدمی مت بنو“۔ (۷) ”جب منہ سے وعدہ کر لو تو پھر خواہ کچھ ہو اُسے پورا کرو اور اُسے پورا کرنے کیلئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک قربان کرنے سے دریغ نہ کرو“۔ (۸) ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے قربانیاں کریں گے وہ قربانیاں انکے لئے دنیا میں بھی بڑی برکتوں کا موجب ہوں گی اور اگلے جہان کا اندازہ تم لگا سکتے ہو اور نہ میں لگا سکتا ہوں“۔

تحریک جدید کے سال رواں سے بہت وقت گذر چکا اور تھوڑا سا وقت باقی ہے۔ آپ اپنے تحریک جدید کے وعدہ کا جائزہ لیں۔ اگر وعدہ پورا نہیں ہوا تو اس ماہ میں انشاءاللہ رقم ارسال کر کے سو فیصدی ادا کر لیں۔ دفتر بار بار وعدہ اور وصولی کی اطلاع دیتا ہے۔ پس ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

چندہ جلسہ سالانہ

اور

جماعت ہائے ہندوستان

احباب جماعت کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندوں میں سے ہے۔ اور اس کی ادائیگی ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ کی شرح سے جلسہ سالانہ سے پیشتر کی جانی ضروری ہے۔ جلسہ سالانہ بہت قریب آ رہا ہے۔ اور اس کے لئے فوری طور پر اخراجات درکار ہیں۔ مگر چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے۔ اور متعدد جماعتوں کی طرف سے تا حال اس مد میں برائے نام ادائیگی ہوئی ہے۔ لہٰذا احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف جلد از جلد متوجہ ہوں۔

صدر صاحبان جماعت خصوصاً سکرٹری مال کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے ہر فرد سے بقایا چندہ جلسہ سالانہ کا جائزہ لے کر اس کی وصولی کی کوشش کریں۔ تا ان کی جماعت کے بجٹ چندہ جلسہ سالانہ کی جلسہ سے قبل وصولی ہو جائے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

مختصر اور ضروری خبریں!

دمشق ۔ ۱۷ ستمبر ۔ اطلاع ملی ہے ۔ کہ شاہ ایران اور وزیر اعظم ایران جنرل زاہدی نے وعدہ کیا ہے ۔ کہ وہ ڈاکٹر مصدق کے ساتھ کوئی سخت سلوک روا نہ رکھیں گے ۔ اور نہ اس کی جان لیں گے ۔ یہ خدمات کے اعتراف کی وجہ سے ہے جو سابق وزیر اعظم نے ملک اور ایرانی قوم کی کی ہیں ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شاہ ایران نے یہ وعدہ عرب اور ایشیائی ممالک کے سفراء کے سامنے کیا ہے

نیویارک ۔ ۱۷ ستمبر ۔ اقوام متحدہ کے دفاتر کی دیواروں پر گاندھی جی کے فوٹو آویزاں کئے گئے ہیں ۔ کیونکہ اس دفعہ یو ۔ این ۔ او کی صدر مسز وجے لکشمی پنڈت مقرر ہوئی ہیں ۔

مسز وجے لکشمی پنڈت پہلی عورت ہیں جو جنرل اسمبلی کی صدر مقرر ہوئی ہیں ۔

بغداد ۔ ۱۷ ستمبر ۔ عراق کی نئی وزارت ڈاکٹر محمد فاضل جمالی نے بنالی ہے ۔ امید ہے کہ نئی وزارت مارشل لاء کو جو گذشتہ انتخابات کے موقعہ پر نافذ کیا گیا تھا ۔ ہٹا دے گی ۔

مظفر پور (بہار) ۔ بہار میں حالیہ سیلابوں کے نتیجہ میں چھ ہزار آٹھ سو نوے دیہات کو نقصان پہنچا ہے ۔ اور کل ۴۷ لاکھ کی آبادی ۱۵ طوفانوں سے متاثر ہوئی ہے ۔

تقریباً ساٹھ ہزار مکانات مسمار ہو گئے ہیں ۔ اور ایک وسیع رقبہ چاولوں کے کھیتوں کا زیر آب ہو گیا ہے

اب تک تین لاکھ روپیہ متاثرہ علاقہ کو سہولیات پہنچانے پر خرچ ہو چکا ہے ۔

ستاون لاکھ روپیہ بطور قرض لوگوں کو دیا گیا ہے ۔ یہ اطلاع کہ بیس افراد بھوک سے مر گئے ہیں ۔ درست نہیں بتائی گئیں ۔ جن لوگوں کے متعلق یہ اطلاع دی گئی تھی کہ وہ بھوک سے مر گئے ہیں ۔ ان کے گھروں میں غلہ کی کافی مقدار موجود پائی گئی ہے ۔

شملہ ۱۶ ستمبر ۔ پنجاب کے نئے دار الخلافہ چنڈی گڑھ کا افتتاح پریذیڈنٹ ڈاکٹر راجندر پرشاد مورخہ ۷ اکتوبر کو کریں گے اس دن پنجاب کے تمام صوبہ میں سرکاری چھٹی منائی جائے گی ۔

امرتسر ۔ ۱۷ ستمبر ۔ ماسٹر تارا سنگھ صدر شرومنی اکالی دل کی طرف سے ایک ہزار سکھ نمائندوں کے نام دعوت نامے جاری کئے گئے ہیں ۔ کہ وہ آنندپور میں ۳۰ ستمبر کو منعقد ہونے والے اجتماع میں شامل ہوں ۔ اس اجتماع کی غرض سکھوں میں نئی روح اور جان ڈالنا ہے ساوہ شرومنی دل کے مطالبات کو پیش کرکے مستوائی ہے ۔ اس میں پیپسو ۔ پنجاب اور یو ۔ پی کی مختلف سکھ تنظیموں کے نمائندے شامل ہوں گے ۔

نئی دہلی ۔ ۱۸ ستمبر ڈاکٹر امبیدکر سابق وزیر قانون حکومت ہند نے کونسل آف سٹیٹ میں یہ انکشاف کیا کہ جب ہندو کوڈ بل پارلیمنٹ میں پیش ہو رہا تھا ۔ تو انہوں نے اس کو کامیابی سے پاس کرانے کے لئے یہ کوشش کی کہ عورت ممبروں میں سے کسی عورت کو برت رکھنے پر آمادہ کریں ۔ اس طرح ان کو امید تھی کہ بل پاس ہو جائے گا ۔ لیکن وہ کسی عورت اس بات کے لئے آمادہ نہ کر سکے ۔ ان کے اس انکشاف پر ڈاکٹر راد ھا کرشنن نے کہا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ ستیہ گرہ کرنے کے لئے لوگوں کو حوصلہ مند کرتے ہیں جواباً ڈاکٹر امبیدکر نے کہا کہ بعض اوقات ستیہ گرہ بھی مفید ہوتا ہے ۔ نیز کہا کہ برت رکھنے سے عورت ممبران کے وزن میں کمی ہو کر ان کی صحت اچھی ہو جائے گی ۔

قادیان ۔ مورخہ ۱۹ ستمبر ۔ پنڈت ملکھراج کانگرس سرگرم ورکر نے آج پبلک کے بہت سے مطالبات کا انکشاف کیا ۔ مثلاً قادیان کے صنعتی کارخانوں کے نہ چلنے کی وجہ سے پبلک کو بہت نقصان ہو رہا ہے ۔ بیکاری عام ہے ۔ اور لوگ اپنے روزگار کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں ۔ کئی لوگ تعاون باہم کے طریق پر امداد حاصل کرکے ان کارخانوں کو درست کرنے اور چلانے کے لئے تیار ہیں ۔ اگر حکومت اس طرف توجہ دے تو بہت کچھ سہولت ہو سکتی ہے

(۲) پناہ گزینوں سے کرایہ وصول کرنے میں افسران کی طرف سے جو طریق اختیار کیا جا رہا ہے ۔ اس میں دقت اور تکلیف مالا یطاق ہے اگر ہر ماہ یا ہر تین ماہ کے بعد کرایہ وغیرہ وصول کر لیا جائے تو بقایا ادا کرنے میں سہولت رہے اب صورت یہ ہے کہ کئی کئی سال کے بقایا کرایہ کا تقاضا کیا جاتا ہے جو یکمشت ادا کرنا بہت مشکل ہے ۔ اور بعض صورتوں میں کرایہ داروں کو اصل رقم وغیرہ کا بھی علم نہیں ۔ اس طریق میں اصلاح ہونی چاہیئے ۔

نئی دہلی ۔ ۱۷ ستمبر ۔ مسز وجے لکشمی پنڈت نے جو یو ۔ این ۔ او کی صدر بنی ہیں ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند کے مبارکباد کے پیغام میں یہ جواب دیا ہے کہ وہ ان کی نیک خواہشات کی بہت مشکور ہیں ۔ اور یہ ان کی انتہائی کوشش اور جدوجہد ہوگی کہ وہ ہندوستان کے اعلےٰ معیار کو اپنے تمام کام میں مدنظر رکھیں گی ۔

جالندھر ۔ ۱۷ ستمبر ۔ سردار پرتاپ سنگھ کیروں وزیر ترقیات پنجاب نے بتایا کہ استمال اراضی کا کام ۱۹۵۶ء تک ختم ہو جائے گا ۔ اور یہ کہ وہ پوری کوشش سے رشوت ستانی اور کنبہ پروری کو اس کام میں بند کریں گے ۔

موگا ۔ سردار اجل سنگھ وزیر مالیات نے ایک بیان میں کہا کہ جو پناہ گزین ریاست بہاولپور اور سندھ سے آکر آباد ہوئے ہیں ان کو نیم مستقل الاٹمنٹ کی جائے گی اور یہ فیصلہ فوری طور پر معمولی ثبوت پیش کرنے پر کر دیا جائے گا ۔ اور میں پاکستان حکومت سے ریکارڈ آ جانے پر تحقیق مکمل کرنے پر الاٹمنٹ مستقل کر دی جائے گی ۔

قابل توجہ مبلغین ہند!

ہر سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بعض زائرین پاکستان سے قادیان تشریف لاتے ہیں ۔ کوشش کی جاتی ہے کہ آنیوالے دوستوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد درویشان قادیان کے رشتہ داروں کی ہو تا انہیں ملاقات کا موقعہ میسر آسکے ۔ چنانچہ اس انتظام کے ماتحت اکثر مبلغین کرام کے رشتہ دار بھی ایام آ چکے ہیں ۔ اب انجمن کے فیصلہ کی روشنی میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ :-

۱ ۔ جس جس مبلغ کا کوئی رشتہ دار کسی وقت قادیان آکر ملاقات کر چکا ہے اگر اب کی باری اُن کا کوئی رشتہ دار آئے تو مبلغ مرکز تبلیغ سے قادیان ودا پسی کے اخراجات سفر ادا نہیں کرے گا ۔

۲ ۔ ایسے مبلغین جن کے رشتہ دار تا حال جلسہ پر ملاقات کے لئے نہیں آسکے اگر وہ اس سال اپنے کسی رشتہ دار کو منگوانا چاہیں تو وہ فوراً دفتر ہذا میں اس امر کی وضاحت کے ساتھ درخواست دیں تا ان کی درخواست انجمن میں پیش کرکے مبلغ کی قادیان میں آمد و رفت کے اخراجات کی منظوری حاصل کی جا سکے ۔

۳ ۔ انجمن کی طرف سے اخراجات آمد و رفت کی واضح منظوری دفتر ہذا کی باقاعدہ اطلاع کے بغیر ایسے مصارف کی ذمہ واری نہیں لی جا سکتی ۔

۴ ۔ مناسب ہے کہ ایسے مبلغین کرام ایک طرف دفتر میں ایسی درخواست دیں اور دوسری طرف پاکستان میں اپنے رشتہ داروں کو آنے کے لئے لکھ دیں تا وقت ضائع نہ ہو سکیں (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۳ ایل نمبر ۸۶۱